

ماہنامہ

# شمس السلام

بھیرہ  
پنجاب

مدیر مساول  
سید نذیر الحق قادری میرٹھی

دیہ  
ظہیر محمد بھٹی

اعلیٰ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب  
 بیادگار  
 والہدایت فخر العلماء مقدودہ الہدایہ زبدۃ العارفین امام

منجانب

اراکین حزب الانصار بھیرہ پنجاب

## اغراض موعتاصد

- (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
- (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء اشاعت علوم دینیہ

## قواعد و ضوابط

- (۱) رسالہ کی عام قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی پانچ آگے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض امانت ارسال فرماویں گے وہ سولن خاص متصور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکر کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
- (۲) غریب و مفلس اشخاص امد طلب رکھنے رعایتی قیمت سالانہ ایک روپیہ مقرر ہے۔
- (۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم ۴۴ روپے یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- (۴) نمونہ کا پچہ تین آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ ملے وہ مہینہ کے آخر میں اطلاع دے دیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و تریل زر

بند  
 بیچ رسالہ شمس السلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہیے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ

شمس الاسلام

بھیرہ ————— پنجاب

بابت ماہ

جلد ۶ فروری ۱۹۳۵ء ماہ ذوالقعد ۱۳۵۳ھ نمبر ۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	نمبر
۱	معارف قرآن	۲
۲	فلسفہ تعوذ	۴
۳	خزانہ نبوت	۶
۴	خیمکۂ تصوف	۸
۵	تاریخ و عبر	۱۰
۶	تقریحات (زوجہاؤں کی روزہ صفتی)	۱۱
۷	شذرات	۱۵
۸	نصرۃ الحدیث	۲۲
۹	گلش (سنی) کلب علی شیعہ کی تیسری ملاقات	۲۵
۱۰	تشکر و امتنان و تنقید	۳۰
۱۱	مرزائے قادیان اور معیار نبوت	۳۱
۱۲	عیسائیت کے مقابل میں اسلام کی شاندار فتح	۳۳
۱۳	جامعہ اسلامیہ سیال شریف	۳۴
۱۴	باب الاستفسار	۳۸
۱۵	پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات	۳۹
۱۶	گلدستہ اخبار	۴۰
	(معاون مدیر)	
	"	
	"	
	"	
	(ماخوذ)	
	" ملا و قیائوس "	
	معاون مدیر	
	مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی	
	اد خان زادہ غلام احمد خان صاحب گلش ہنگو	
	مدیر	
	"	
	ناظم صاحب جامعہ اسلامیہ سیال شریف	
	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب	
	مدیر	
	ایک نو مسلم کے قلم سے	
	مدیر	

# معارف قرآن

## مسلمان خیر الامم کیوں ہیں - ؟

ترجمہ :- تم بہترین امت ہو جو پیدا ہوئے ہیں۔ لوگوں کو پسندیدہ بات کا حکم دیتے ہو اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتے ہو۔

یعنی تمہارے پیدا ہونے کی واحد غرض یہ ہے کہ تم امر معروف و نہی من المسلمین کیا کرو جس کے دوسرے معنی یہ ہوتے کہ تم کو دنیائیں اس لئے بھیجتے ہیں کہ تم اپنے خود اللہ والے بنو اور پھر ساری دنیا کے انسانوں کو اللہ والا بنائینے کی کوشش کرتے رہو۔ اور اللہ کی ساری مخلوق کو نفاذی اور شیطانی حکومتوں سے نکال کر خدا کی حکومت بادشاہی میں لاتے رہو۔ اور اسی کا نام اسلامی جہاد ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے معنی یہی ہیں کہ مسلمان خدا کے

قوانین کے اجراء و نفاذ کی قوت حاصل کریں۔ اور پھر امن عالم کا محافظ بن کر امن عالم کے دشمنوں کی سرکوبی کرتے رہیں اسی غرض کے لئے اسلام نے مسلمانوں سے حکومت و خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ گویا اسلام مسلمانوں کی صوت و خلافت خود مباحات کے اظہار کے لئے کمزور دن اور سیکوں کے حقوق پر تہذیب و تمدن کے بہانے ڈاکے ڈالنے کے لئے اپنے مفاد اور جوع الارضی کی تسکین کے واسطے کسی ملک کو ظلم و ستم توڑنے اور کسی کو جبراً مسلمان بنانے کیلئے نہیں چاہتا، بلکہ صرف اس لئے چاہتا ہے۔ کہ دنیا سے فسق و فجور قتل و غارت اور شرارت و بے چینی دور ہو جائے اور یہ دنیا بہننے کے قابل ہو جائے۔ اسلام کے سینہ میں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے جب اسلام کا قبضہ لگایا اپنی گردنوں میں ڈالا۔ تو خدا نے ان پر ابواب رحمت کھلے تو یہ کھلتی کھلتی ان کے حوالے کر دیں۔ زمین نے اپنے دھنیے ان کے زمران کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے۔ مسلمانوں نے تو صرف اپنی بہانوں اور مالوں کو اسلام کی راہ میں قربان کیا۔ مگر اسلام نے اس کے عوض ہمیں ان کو وہ لازوال دولت بخشی جس کے سامنے ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی ایک ذرہ کے برابر وقعت نہیں رکھتی۔ یعنی ابدی نجات، کا پروانہ دیا جسٹ بخشی پاکیزگی حیات کا نور دیا۔ اور وہ شان جمی و آن بھی بخشی جس کے سامنے دنیا بھان کے فرامین و نثار وہ سرتنوں ہو گئے۔ اور وہ خیر الامم کے لقب سے نوازا گئے۔

لیکن آج ہم یہ کیا دیکھ رہے ہیں۔ کہ بن کو سب سے فضول ہونا چاہئے تھا۔ وہ دنیاوی لحاظ سے سب سے ازل میں راد جن کو تکبر اور جہان بھان ہونا چاہئے تھا۔ وہ غلام محکوم ہیں۔ یہ کیا قیامت ہے کہ مسلمانوں کی قسمت کا علم سرتنوں ہو گیا۔ اور ان کی عظمت و اقبال کا آسمان زمین بن گیا مسلمانوں خدا را اس انقلاب کا باعث محکوم کرو۔ ورنہ تمہارے اعمال یہ اور احکام الہیہ سے روگردانی کے عوض قرآنی صداقت پر حرف اڑائیے۔ اور تمہیں بتاتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ دل کے کان سے سنو۔ ارشاد باری ہے :-

كَذَّبَتْ خِزْلَانٌ مِّنْهُ أُخْرِجَتْ لِّلنَّاسِ تَمَرُونٌ  
بِالْمَعْرِفِ وَتَنْصَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

سائے جہان کا دروہ ہے۔ وہ جو نیاں کیا ہی اس لئے ہے کہ  
دنیا کے تمام نہی پیشواؤں نہ ہی صداقتوں اور امن و  
صلح کا تحفظ کرے۔ ایک آیت ملاحظہ ہو:-

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ  
فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ

ترجمہ: جس نے کسی انسان کو بغیر قصاص ظلم فساد  
کی نیت سے قتل کر دیا اس نے صرف ایک ہی انسان کو  
قتل نہیں کیا۔ بلکہ ایسا ہے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا  
سبحان اللہ کیسی عالم افروز اور انسانیت نواز تسلیم  
ہے۔ یہی قوم کہتے ہیں کہ اسلام ہی نے دنیا میں اگر  
انسانیت بکری کا بول بالا کیا۔ خدا اعزہ لگاؤ۔ اسلام اور  
مسلمانوں کا وجود دنیا والوں کے لئے کتنا مفید اور لازمی ہے۔

ایک دوسری آیت ملاحظہ ہو:-  
وَأَنْ مَّكَدَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ :-

اگر ہم ان کو زمین پر حکمران کریں۔ تو وہ اقامت صلوٰۃ کریں  
یہ اقامت صلوٰۃ کیا ہے؟ بنی نوع انسان سے عہدیت  
اور بندگی کا علما و علماء اعتراف کرنا۔ یہ ہے اسلام کا  
مشن۔ ان آیتوں کو ملائے سے نتیجہ نکال کہ ہر مسلمان اللہ کا  
پیامی۔ اللہ کا سپاہی اور بھائی ہے۔ اس کے خیر الامم  
ہونے کا اقتضا یہ ہے کہ ہر مسلمان تبلیغی جہاد کر لے  
پیر مسلمان جب سے صحیح حسنوں میں اللہ کے پیامی اور  
محب اور سپاہی نہیں ہے۔ اسی وقت سے اسلام  
نے اپنا دایا عز و اقبال ان سے چھین لیا۔ اور قدرت کے  
اہل قوانین نے ان کو بجائے خیر الامم کے اذول الامم میں تبدیل  
کر دیا۔ یہ تبلیغی جہاد کیوں رکھا؟ اور مسلمان کیوں اللہ کے  
پیامی اور مجاہد نہیں ہے کہ انہوں نے قرآن مجید  
مٹھ کر دیا۔ قرآن مجید کی حقیقی تسلیم کو فراموش کر دیا۔

اس کی سبب وہ سری چیزوں نے لے لی۔ اسلام کے محفظ  
و تبلیغ بالجمہ اسلام کی روح کو بیٹھے۔ ان کی تبلیغ  
تقرانی بصیرت سے محروم ہو گئی۔ اور مسلمانوں نے قرآن  
حکیم کی تعلیمات پر چلنا چھوڑ دیا۔

آج عالم اسلام بچھ اٹھا ہے۔ کہ مسلمان مسلمان  
نہیں ہے۔ ان کی ترقی و اقبال کا ستارہ غروب ہو گیا  
وہ ہر طرح ذلیل و خوار اور غلام اور محکوم ہو گئے۔ اور ان  
سے دینی و دنیوی کامرانی چھین لی گئی۔ یہ رونا دھون ہر شخص  
مسلمانوں کو اپنی رائے کے مطابق چلانا اور ترقی دلانا چاہتا  
ہے۔ مگر اس کا حقیقی سبب واقعی علاج کسی کو نہیں  
وہ حقیقی علاج کیا ہے؟ کہ پھر مسلمان اللہ کے پیامی  
اور مجاہد بن جائیں۔ اور بات اس طرح حاصل ہوگی۔ کہ وہ  
قرآن سے وابستہ ہو جائیں۔ ایسے مدارس اور سطح پیدا  
کریں۔ جو کسی حد تک قرآنی علم و عمل کا نوین کر مسلمان  
تک اور ہر انسان تک قرآن پاک کا حقیقی علم و عمل پہنچا دیں  
بس وہ سب کچھ ہو جائیگا جو وہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
کی اس تسخیر کو یاد رکھیں اور مٹنے کے لئے تیار رہیں۔  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ يَزِيدُكُمْ عَنِ دِينِ اللَّهِ  
فَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ بِقُرْبٍ مِّنْهُمُ وَتُحِبُّونَهُ أَذِلَّةً  
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةً عَلَى الْكَافِرِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا هَلْ يَزِيدُكُمْ عَنِ دِينِ اللَّهِ فَيُخَالِفُونَ لَهُمْ  
أَلَا تَعْلَمُونَ ۚ

اے ایمان والو! اگر تم مرتد ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ  
ایسے لوگوں کو پیدا کر دے گا جو خدا کے محبوب و پیارے  
ہوں گے۔ اور خدا ان کا محبوب ہوگا۔ اپنی قوم کے ساتھ  
نہایت نرم ہوں گے۔ اور کفار کے حق میں سخت ہوں گے۔  
اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی کی ناقص ملامت کا  
کچھ خیال نہ کریں گے۔

مسلمانوں! اگر دُعا میں عزت و کامرانی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ زیبی اوصاف اپنے اندر پیدا کرو اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق ارزانی فرمائیں ۛ

## فلسفہ تَعَوُّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ  
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطانِ مَرُووس سے  
تَعَوُّذ کہتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ  
پڑھنے کو اس کے بارے میں باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ  
نوحیہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنا شروع کرے  
اس آیت مبارکہ کی رو سے تَعَوُّذ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہنا ہر قراءت کے لئے واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ اور اس کے پڑھنے کا فقط سورہ فاتحہ سے قبل ہے۔

استعاذہ سے مقصود قراءت کے وقت شیطان کے دوسروں کو دُور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم اس لئے دیا ہے۔ کہ شیطان کا شروفع ہو۔ اور قرآن کے پڑھنے والا باطلینان خاطر تلاوت قرآن میں مشغول ہو جائے۔

یہاں یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کہ جو کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک ناپسندیدہ اور منوع ہے ایسے کبھی قرآن کریم نے شیطان کہا ہے تو جو شخص بھی منوعاتِ شرعیہ کا مرتکب ہو یا دوسرے کے

لئے راہِ حق سے جھٹکانے اور شیوہ اطاعت سے دُور لے جانے کا باعث ہو وہ بھی قرآنی اصطلاح میں شیطان ہے۔ خواہ وہ جن ہو یا انس۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا۔ کہ اے ابوذر! تو بن دُانس کے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پناہ ڈھونڈنا انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا انسانوں میں بھی شیطان ہیں؟ فرمایا۔ ہاں۔ (رواہ احمد) اصل میں جو شخص متمرّد اور خدا کا نافرمان ہو۔ وہ شیطان ہے۔ چاہے حیوان ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ زید بن اسلمؓ اپنے باپ سے رعایت کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ ایک عجمی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ تو وہ اُچھپنے لگنے لگا۔ آپ نے اُس کو مارا۔ تو وہ اور بھی شوخی کرنے لگا۔ آپ اُس گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ کو شیطان پر سوار کر دیا تھا۔ کہیں اُس سے اُترتے اُترتے اپنے قلب سے مُسکرا ہوا۔

خود قرآن حکیم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انبیاؑ میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:-  
وَكَاذِبًا جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِيًّا اَلَا وَابْنُ يُوسُفَ يَحْضِبُهُمْ اِلٰى اَحْضٍ زُحْرُفُ الْقَوْلِ عُرُوْدًا ج

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیطان انسانوں اور جنوں کو ہمیں نبایا ہے۔ جو بعضے بعض کے دلیں میں مکر و فریب اور طمع کی ہوائی بات کو طالتے ہیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاؑ میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔ اور جو شخص بھی متمرّد ہے۔ وہ شیطان ہے۔

## تلاوت قرآن کے وقت استعاذہ میں کیا حکمت ہے ؟

تعوذ کے معنی یہ ہیں۔ کہ استغاثہ کی جانب میں اس کی ملعون محسوس شیطان سے پناہ لیتا ہوں۔ تاکہ شیطان مجھ کو دین و دنیا میں ضرر نہ پہنچا سکے۔ اس طرح جب بندہ کو اللہ عزوجل نے پناہ دی۔ تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہا۔ اور جس نے اپنے آپ کو اس سے غافل کیا۔ اُس پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔

تراوت قرآن کے وقت استعاذہ کا حکم اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ شیطان لعین کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ مسلمان قرآن کے نزدیک بھی نہ جائے۔ اور اس مینج ہدایت اور خزینہ علم و عرفان سے دور ہو جائے کیونکہ قرآن ہی وہ خدا کا آخری ہدایت نامہ ہے جو نفس و شیطان کی غلامی و حکومت سے نکال کر ایک سچے مسلمان کو خدا کی بادشاہی میں لاتا ہے۔ اور دائمی مسرت سے شاد کام کرتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب ایک مسلمان احکام الہیہ سے باخبر ہوگا۔ تو قیامت آن احکام پر عمل بھی کرے گا۔ اور خدا کی رضا مندی و خوشنودی کا حقدار ٹھہرے گا۔ تو گویا تمام نیکیوں اور سعادتوں کی جڑ تلاوت قرآن ہے۔ استبدادی حکومت کی سب سے پہلی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ غلاموں کا نصاب تعلیم اپنے ہاتھ میں لے لے تاکہ حقیقی تعلیم اُن کے دل و دماغ کو بیدار نہ کرے۔ اور وہ غلامی سے آزاد ہونے کی کوشش نہ کریں۔ اسی طرح مصلح شیطان کو بھی کب کو ارا ہے کہ اس کے غلاموں میں بیداری پیدا ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ انسان نیکی و سعادت کی

راہ لگے۔ اس لئے وہ سارا زور مکر و فریب اس بات میں صرف کر دیتا ہے۔ کہ انسان قرآن پاک کے علم و عمل سے محروم ہی ہے۔ اور جب وہ اس سعادت غلطی سے دور ہو جائے۔ تو پھر آسانی سے اُس کے قلب و روح پر قبضہ کرے۔ اس شیطان جال کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے لئے قراوت قرآن کے وقت استعاذہ کا حکم ہوا۔ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اور دشمن بھی اتنا قوی کہ اُس پر قابو پانا بغیر امداد الہی کے محال ہے۔ ایسا دشمن جو آنکھوں سے نظر آئے اس کا تو مفہم بلہ کیا جاسکتا ہے۔ مگر ایسے دشمن کا کیا علاج جو آنکھوں سے نظر نہ آئے۔ اور انسان کے بدن میں دوران خون کی طرح سرایت کر جائے۔ ایسے دشمن پر قابو پانا خدا ہی کی امداد و اعانت پر موقوف ہے۔ اور استعاذہ خدا کی امداد و اعانت حاصل کرنے کی گویا درخواست ہے۔ یہ کیسا ہی بے جیسے کوئی قوی دشمن درپے ہزار ہو جائے کوئی باجبروت بادشاہ اس کے مفت بلہ میں بے بسی بے چارگی دیکھ رہا ہو۔ یہ غلام اپنی مژدہی اور لاجاری پر نظر کر کے کہے کہ غریب پرور ! دیکھیے یہ مرد وہ نہیں مانتا۔ نہ آپ کے احکام سننے دیتا ہے اور نہ اُن پر عمل کرنے دیتا ہے۔ اس کو قابو کر لیجئے۔ اور مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھیے۔

بس تعوذ میں حکمت اور لطافت یہ ہے کہ بند نے منہ سے جو کچھ بکا ہے اور گناہ کا کام کیا ہے۔ استعاذہ کے ذریعہ منہ کی طہارت حاصل ہو جائے۔ ساتھ ہی دل بھی پاکیزہ ہو جائے۔ اس طرح اے اللہ پڑھنے والا تلاوت کلام اللہ کے لئے ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ ہو جاتا ہے :

# خزانہ نبوت

## ایمان و عمل

قرآن حکیم ایک کامل اور زندہ جاوید کتاب ہے۔

جو دنیا میں نور انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آئی ہے۔ قرآن پاک کا دعویٰ ہے کہ علم و یقین اور ابدی نجات و دائمی مسرت میرے ہی پاس ہے۔ جس کا عمل نبوت عہد نبوت اور خلافت راشدہ ہے۔ اس نفع علم و عرفان کی شمع اور مفسر سنت یعنی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے اگر کتاب اللہ علم و یقین ہے تو سنت نبوی علیہ السلام و تسلیم کامل عمل اور مسلمانوں کی زندگی و ذوق کا خزانہ۔ اگر مسلمانوں کو ترقی اور زندگی کی خواہش ہے تو اس خزانہ سے حاصل کرنی چاہیے۔ خزانہ نبوت کیا کچھ نہیں۔ اس میں تو وہ وہ چیزیں ہیں۔ کہ اگر مسلمان ان کو حاصل کر لیں۔ تو ان وحید کائنات ارضی و آوی کے مالک بن جائیں۔

گمراہوں کو کسی کی نظر انداز نہ کرے۔ کسی کی گمراہی پر کوئی دوس کی جھوٹ دساوے نہ گیت کا آہ۔ کوئی امریکہ کی دولت کو دیکھ کر کچی لپکا لپکا ہے۔ کوئی غربت اور انگریزیت میں زندگی و ذوق تلاش کرتا ہے۔ اور کسی کے پیش نظر صحیفہ رسم و رواج اور دھرم شاستر ہے۔ خزانہ نبوت پر کسی کی نظر نہیں۔ اسی وجہ سے آج سے ہم نے یہ سید شروع کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو قرآن کے ساتھ احادیث نبویہ سے بھی وابستہ کیا جائے

استعاذہ خدا کے جبار و قہار سے طلب تحانت ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اپنی عاجزی کا اقرار ہے۔ اور یہی وہ عبودیت ہے جو انسان کا سب سے بڑا شرف و کمال ہے۔ اس پر خوبی یہ ہے کہ جس وقت قاری کے دل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اپنی عاجزی کا خیال آیا۔ اُسی وقت حقیقت ایمان جلوہ گر ہوجاتی ہے۔ قلب و روح بیدار ہوجاتے ہیں اور بندہ ہمت تنہا ہو کر تلاوت قرآن میں مشغول ہوجاتا ہے۔

مختصر یہ کہ استعاذہ کا حکم دینی بھی طور پر نہیں بلکہ تلاوت قرآن کا وہ اصولی اور اہم نکتہ ہے۔ کہ اگر قرآن کی تلاوت کرنے والے اس کو پیش نظر رکھیں۔ تو انہیں قرآنی علم و عمل کے وہ جہلوے نظر آئیں جو ان کی کالی دنیا کو بے نور بنادیں۔

مسلمان اگر استعاذہ کی حقیقت پر غور کرے تو یہ تنبیہ ہو کر خود توبہ کے ساتھ قرآن کو قرآن کے لئے پڑھتے اس کے علمی و عملی وقت کو قائم رکھتے۔ اور عمل کی نیت سے تلاوت کرتے تو آج مسلمانوں میں قرآنی قوانین نفوذ پذیر ہوتے۔ وہ سب ہی قوانین ان سے سبقت نہ لے جاتیں۔ انہیں اور اجانب کے دست بگڑ نہ دیتے۔ بلکہ مسلمان آئندہ زمانہ ہوتے۔ اور دوسرے دن کی پیروی پر فخر کرتے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔

۱۔ جن اصحاب کی میعادِ ماری ختم ہو چکی ہے یا جن حضرات کی آرزو اصحاب کی خدمت میں با اُمید قبولیت رسالہ ہذا بھیجا گیا ہے وہ اپنے غمزدہ سے مطلع فرمادیں اور چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں۔ (مینجو)



اور وہ اپنی زندگی دینی کا خزانہ دیکھیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْرُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَهْلِي الْجَنَّةُ وَاهْلُ الْإِيمَانِ أَتَشَاءُ تَقُولُ اللَّهُ أَخْرَجُوا مِنْ كَانٍ فِي قَلْبِهِ عِشْقٌ لِمَنْ شَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَيْمَانٌ فَيُخَيَّرُ بَيْنَ مَا قَدْ شَاءَ وَأَفِيلَقُونَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ فَيَلْبَسُونَ كَمَا تَشَاءُ الْجَنَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا أَخْضَرُ جَمُّ صَفَرَاءُ مَلُوتِيَّةٌ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے۔ اس کو بھی دوزخ میں سے نکال لو چنانچہ وہ کمال لئے جائیں گے۔ مگر ان کے جسم سیاہ ہو چکے ہونگے پھر ان کو زندگی کی نہریں ڈال جائیں گی جس میں صاف ہو کر وہ اس طرح نکلیں گے جس طرح زہی کے کٹاے دانہ اُگتا ہے۔

کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ وہ زرد پٹا ہوا نکلتا ہے۔

اس حدیث شریف میں جو رانی کے دانہ کے برابر ایمان کے الفاظ آئے ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر مفسرین اور شارح کہتے ہیں کہ اس سے مراد توحید و رسالت کا اقرار ہے۔ تو اب اس حدیث کا مفہوم و مفاد یہ ہوا کہ اسلام میں نجات عقائد صمیمہ کے اقرار پر موقوف ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا سب سے مقدم دایم فرض یہ ہے کہ وہ عقائد کو سمجھیں۔ اور ان پر قائم ہو جائیں۔

اگر ایک مسلمان توحید پر قائم نہیں اور اس کے عقائد میں کوئی کجی یا نقص ہے۔ تو اس کی نجات محال ہے۔ یہ عقیدہ اور ملحد مسلمان اگر دن و رات میں سو وقت تک نمازیں پڑھے۔ سارا ہی مال بطور زکوٰۃ کے دیوے۔ ساری عمر ساری دو مرتبہ حج کرتا رہے۔ سارے سال روزے رکھے۔ اور کروڑوں کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا دھندلوا بیٹے۔ مگر باوجود اس کے وہ جہنم کا کوند ہی رہے گا۔ بس مسلمانوں کو چاہیے۔ کہ وہ اس کو سمجھیں۔ اپنے عقائد کو قرآن و حدیث کے مطابق کریں۔ اور شرکت و بدعت سے کلیتہً محتنب رہیں۔ اور اگر ان کے عقائد میں ایک ذرہ برابر بھی شرک و بدعت نے راہ پائی۔ تو اس کی نجات محال ہے۔

اسلام نے اگرچہ تصدیق قلبی اور اقرار لسان کو نجات کے لئے کافی قرار دیا ہے۔ لیکن یاد رہے محض توحید کا اقرار نظر نجات کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کیسی قلبی اقرار کیوں نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص قلب سے توحید کا قائل ہو۔ لیکن اس کی سرے سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہی نہ ہو۔

ایمان کامل اور توحید حقیقی کی پہچان یہ ہے۔ کہ جب قلب میں توحید حقیقی جاگزیں ہو جاتی ہے۔ تو لازمی طور پر اعمال کا نظریہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایمان نے قلب میں جگہ نہ پکڑی ہو۔ تو اعمال یعنی نماز و روزہ کی پابندی سے موت آتی ہے۔ کیونکہ اعمال کا تصفیق قلب سے ہے۔ اور قلب کے تعلق حضور فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مَضْجَعًا إِذَا أَصْلَحَتْ صَلَاحٌ جِسْمٍ فِي أَيْمَانٍ لَوْ شَاءَ جَبَّ وَهَاجًا هَاجًا

اَلْبَدَنُ لَمْ يَكُنْ وَ اِذَا اَفْضَلَتْ فَسَدَ اَلْبَدَنُ لَمْ يَكُنْ  
 دھنی اقلب - تو تم جسم اچھا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بگڑا ہے۔ تو تم جسم  
 بگڑتا ہے۔ اور جان بکر وہ بگڑا ہوا ہے۔

سوتلب کی سخت و سلاستی عفت پر صحیح ہے۔ اور اس کا فساد بدعت کی یعنی شرک و بدعت سے پس  
 اگر قلب صحیح ہو۔ اور اس میں حقیقی ایمان جلوہ گر ہو۔ تو یقینی اور لازمی طور پر اعمال کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ گو بہ اکثریت  
 عبادت و طاعت کامل الایمان ہونے کی پہچان ہے۔ صوفیائے کرام اور ایسے نظام جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کی  
 تحت و طاعت میں فنا کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ وہ کامل الایمان تھے۔ اور اگر ایمان کے اقرار کے ساتھ اعمال  
 یعنی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ عبادات اسلامیہ اور اعمال و حقائق شرعی کی پوری پوری پابندی نہ ہو۔ تو  
 سمجھ لیجئے کہ ایمان کمزور ہے۔ صوفیانی ہے۔ قلب میں اس کا کچھ اثر نہیں۔ اور وہ فضول بے معنی اور منافقت پر  
 مبنی سمجھا جائیگا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اگر ایمان کا اقرار بھی ہو۔ اور اعمال کا ظہور بھی۔ مگر ان دونوں میں  
 کارروائی و حقائق زندگی پر کچھ اثر نہ پڑے۔ تو سمجھ لیجئے کہ ایمان و عمل صالح کا تعلق قلب سے نہیں۔ بلکہ رسی اور  
 زبانی ہے۔ جبکہ اعمال کا تعلق اگر قلب سے نہ ہو تو وہ بے اثر ہوتے ہیں۔ غرض جن عفت پر کا تعلق اعمال سے نہ ہو  
 ایسے اعمال بھی فضیل اور بے کار اور جن اعمال کا تعلق عفت پر سے نہ ہو۔ ایسے عقائد بھی گمراہی اور کجی ہے اور  
 ایسے عفت پر کا لارہ ہیں۔ پس عقائد و اعمال دونوں کی جڑیں قلب میں ہونی چاہئیں۔ اس وقت لی مسلمانوں کو  
 ایمان محکم اور عمل صالح کی توفیق دیں +

## خمس کدہ تصوف

### تصوف اور اس کی ضرورت

لفظ تصوف لفظ صفات سے ماخوذ ہے جس کے معنی طہارت کے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ اور رحمۃ اللہ  
 علیہ فرماتے ہیں:۔  
 انما سمیت اللہ و فیتہ صوفیہ۔ تصفا و قلوبہم  
 او تصفا و معاملا نصہ  
 بیشک صوفیہ کو ان کے معاملات اور دلوں کی صفائی کے  
 سبب صوفیہ کا نام دیا گیا۔

سوا ظہور باطن کی صفائی اور پاکیزگی کو تصوف کہتے ہیں۔ اسلامی تصوف اور مذہبی ترقی دونوں چیزیں ہم معنی  
 ہیں علم تصوف خاص مسلمانوں کے زہد و تقویٰ کا نتیجہ ہے۔ اور حضرت علیؑ کم الشعبہ اس علم کے بانی ہیں۔  
**تصوف کی غرض و غایت:** انسان دو جذبوں یا دو مختلف ادوار سے بنا ہے۔ مادیت اور  
 روحانیت۔ اور دونوں جذبے ایک دوسرے کے مدموعہ و دن ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ مادیت کو ظاہر کہتے ہیں اور روحانیت  
 کو باطن۔ اب اسلام نے دونوں کو بہ طور یکساں رکھا ہے۔ نہ ظاہر سے باطن بے نیاز ہے۔ اور نہ باطن سے ظاہر فارغ۔

اسلام نے دونوں کیلئے پابندیوں اور احکام دیئے ہیں یعنی ظاہر و باطن دونوں کی صفائی اور ترقی کے لئے شریعت میں احکام وضوابط موجود ہیں۔ پس وہ جاہل بناوٹی پیر جو باطن کی آڑ میں خسوف شرع امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی باز پرس کرے تو جھٹ کب دیتے ہیں۔ کہ چپ رہو ہم تصوف کی رموز کو کیا جانو۔ تم طلبہ کی دنیا میں ہو۔ اور ہم باطن کی دنیا میں۔ ایسے لوگ سخت گمراہ اور اسلامی تصوف کے دشمن ہیں۔

اسی طرح جو لوگ حقیقت و طریقت کو شریعت سے جدا گانہ چیز سمجھتے ہیں۔ اور جب علماء کو سمجھایا کرتے ہیں۔ وہ بھی بے دین، جاہل، مستکبر اور سب پرست ہیں۔ یہ حقیقت، طریقت اور حروف و حقیقت احکام شریعت کی پابندیوں اور ان کے اثرات کے مختلف نام اور درجات و مراتب ہیں۔ یہ تینوں دے شریعت کی پابندی سے ملتے ہیں۔ اور شریعت ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ گویا بقیہ تینوں درجات کی شریعت رہنما ہے۔ شریعت کی رہنمائی اور ہدایت کے بغیر حقیقت طریقت اور معرفت تینوں چیزیں لغو اور گمراہی کا باعث ہیں۔ اب جو یہ کہے کہ ہم حقیقت و طریقت کے درجہ پر فائز ہیں ہمیں شریعت کی پابندی کی ضرورت نہیں تو سمجھ لو۔ کہ وہ گمراہ اور جاہل ہے۔

**شریعت کسے کہتے ہیں؟** پھر یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کسے کہتے ہیں۔ شریعت و حقیقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو کہتے ہیں کیا ان دونوں کی پیروی سے کوئی کسی حالت میں بھی آزاد و مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ان چاروں درجات کا فرق اس طرح سمجھو کہ اسلام کے ظاہری احکام کی پابندی کو یعنی ان اعمال و عبادات کو جن کا تعلق ظاہر سے ہو، شریعت کہتے ہیں اور جن کا تعلق باطن سے ہو۔ ان کو حقیقت کہتے ہیں۔ گویا شریعت سے مادی ترقی ہوتی ہے اور یہ مادی ترقی روحانی ترقی کا سنگ بنیاد بن جاتی ہے۔ جہاں سے روحانی ترقی شروع ہو۔ وہ حقیقت ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لو کہ قلبی کیفیت کے تین نام باطن درجے ہیں حقیقت، طریقت اور حروف۔ اور یہ شریعت ہی کی شاخیں ہیں۔ تو چونکہ اسلام مادی و روحانی دونوں ترقیوں کا ضامن و کفیل ہے۔ اس لئے اسلامی تصوف سے غرض یہ ہے۔ کہ روحانی ترقی ہو جس طرح جسمانی ورزش کا منشاء یہ ہے کہ اعضائے جسمانی میں طاقت آئے۔ اسی طرح اسلامی تصوف کا منشاء یہ ہے۔ کہ دماغی اور روحانی قوتوں کی نشوونما ہو۔ عرفان نفس اور تقرب الی اللہ کی راہیں کھل جائیں۔ اور خدا کی محبت و اطاعت قولے باطن کو سیدار کرنے۔

**روح کس چیز قوی اور توانا ہوتی ہے؟** تمام مذاہب کا مشترکہ عقیدہ اور انسان کا تجربہ مشاہدہ ہے کہ ریاضت اور نفس کشی سے روح قوی اور توانا ہوتی ہے۔ اور اگر مادی خواہشات اور عوائق دنیوی میں کلیتہً انہماک ہو اور انسان اپنے خالق و مالک کو بالکل ہی فراموش کر دے۔ تو روح کمزور ہو جاتی ہے۔ بالآخر مرجاتی ہے۔ اور یہی وہ روحانی موت ہے جس کو قرآن پاک نے کفر کہا ہے۔

جس طرح جسمانی ورزش کا منشاء یہ ہے کہ جسم تندرست و توانا ہے۔ اور دماغی قوتوں کو نشوونما ہو اسی طرح غیبی محبت ایثار و اعمال و عبادت کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ہماری اخلاقی اصلاح اور روحانی ترقی ہو۔

باطنی قوی کا کمال حاصل ہو اور عوفاں نفس و تقرب الی اللہ کی تمام راہیں کھل جائیں جس قدر جسم کی کثافت کو بذریعہ مجاہدات و ریاضیات کے زائل کیا جائیگا۔ اُسی قدر رُوح کی لطافت اور نرفزانگی میں زیادتی ہوگی۔ اور روحانی ترقی و سعادت کی راہیں کھل جائیں گی جس طرح ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے جسم کو تندرست و توانا رکھیں۔ اور اس کو اطعمہ و اغذیہ سے اس لئے طاقت پہنچائیں۔ کہ وہ زندہ رہ سکے۔ اور دنیاوی امور کو سرانجام دے سکے اس سے مقدم و اہم فرض یہ ہے۔ کہ ہم اپنی رُوح کو عبادات و ریاضیات سے قوی کریں۔ اور اس کو محبت و ملت الہی کی غذا پہنچائیں جس سے کو تو غذا دینا اور رُوح کو محروم رکھنا یہ انسانوں کا نہیں بلکہ حیوانوں کا کام ہے۔

## تاریخ و عبر

### ایجادات و اختراعات میں مسلمانوں کا حصہ

تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کون کون سے علوم تھا جنہیں مسلمانوں نے حاصل نہ کیا۔ اور وہ کون سے فنون تھے جن میں مسلمانوں نے کمال نہ پایا کیا۔ وہ کون سی ایجادات تھیں جو ان سے پہلے رہیں اصفہان میں انہوں نے تلواریں بنائیں تو حلب میں آئینہ سازی کی سوس میں سوئی بنائی تو تبریز میں قالین بہرقت میں کاغذ اختراع کیا تو مصر میں مصری مراکش میں چمچے کی دباغت کی تو چین میں ریشمی چادر بنائیں ٹیونس میں جہاز سازی کی تو بغداد میں بارود۔ ابن پولس نے وقت کا سیچ اندازہ کرنے کے لئے آکرمینڈولم ایجاد کیا۔ ابن طغای بہت مشہور گھڑی ساز تھا۔ اور گھڑی کے فن میں یکتائے روزگار تھا۔ کلاک کلو اسی کا اختراع ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے شاہ فرانس شاطین کو ایک گھڑی بھیجی جس کو دیکھ کر وہاں کے لوگ دنگ رہ گئے۔ اور کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ کہ کیس طرح استعمال کیا جائے۔ یہ گھڑی عجیب صنعت سے بنی ہوئی تھی۔ ایک بجے اس کے اندر سے ایک سفور نکلتا دو بجے دو اور تین بجے تین۔ اسی طرح ایک ایک گھنٹہ کے بعد ایک ایک سوار زیادہ نکلتا۔

علامہ شبلی نے اپنے مضمون میں ابن جبیر کے سفر نامہ سے دمشق کی ایک گھڑی کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ باب جبرون کی دیواروں میں طاق کی شکل کا ایک دریچہ ہے۔ اور اس میں چھوٹے چھوٹے طاقچے ہیں۔ ان طاقچوں میں چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ پہلے اور آخری طاقچوں کے نیچے دو باز بنے ہوئے ہیں جو بیتل کی تھالیوں پر کھڑے ہیں جب ایک گھنٹہ گزرتا ہے۔ تو دونوں باز اپنی گردنیں بڑھاتے ہیں۔ اور اپنی چونچ سے ان تھالیوں میں اس انداز سے بیتل کی گولیاں گراتے ہیں۔ کہ چاروں محسوس ہوتا ہے۔ گولیوں کے گرنے سے کوچ پیدا ہوتی ہے۔ اور طاقچے کا دروازہ جو اس گھنٹہ کے لئے بنایا ہوا ہے خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب ایک دور پورا ہو جاتا ہے تو تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

خلیفہ مستنصر باللہ عباسی نے بغداد کے مشہور مدرسہ مستنصریہ کے لئے ایک عجیب و غریب

گھڑی بنائی تھی جس کی یہ صورت تھی۔ کہ لاچورو کا ایک حلقہ آسان کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں ایک آفتاب تھا۔ جو براہ حرکت کرتا رہتا تھا۔۔۔۔۔

## لفرجات

انگریز بننے والے نوجوانوں کی بوز نہ صفتی

ہمارا یہ فرسٹ کلاس مضمون صرف انہیں جنٹلمینوں کی حوصلہ افزائی اور خاطر تواضع کے لئے ہے جن کی شان میں ایک ظاہر و باطن سلمان حج فیلو نے کہا ہے۔ اور کہا کیا ہے۔ بلکہ سوائے چہرہ اور نسل و رنگ کے سرتاپا انگریز بن جانے والوں کی پچلی اور بانکی ترجمانی ذہنیت اور خود فروشی کو بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

مرید دہر ہوئے دھن مغربی کرلی

نگاہ ناز بنان پرت ریل کو کیا

جو حسن بُت کی جگہ حکم میں ہوا قائم

اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بھلا جن مجھے مانوں نے نے عجم کی تمنا میں خود کشی کر لی۔ اُن مرے ہوئے بات کرنا مطلب ہی کیا۔ ہاں اگر وہ آدمے مردہ اور آدھے زندہ ہوتے تو ایک بات بھی تھی۔ یہ کہ ہم شروع سے ان لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ یا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو خوشی کر چکے۔ اگر ناظرین میں سے کسی کو پرانا لگے۔ تو اس کا فلسفہ اور وجہ جو ان ہم خود ہی بت لادیں کہ ہم اس شان و انتہام کے ساتھ اس تعلیم یافتہ حماقت کے مرکب کیوں ہو رہے ہیں۔ تو یہ میری۔ مرکب نہیں بلکہ منسوب کیوں ہو رہے ہیں۔ لیجئے سنئے اور بوجھن ہوش سنئے :-

اس مضمون کے دہر گشتی کی وجہ جو ان کوئی ایسا مشکل مسئلہ نہیں۔ کہ میاں اور سطو بھی حل نہ کر سکیں۔ بالکل فساد سیوی اور سوز سے زیادہ روشن بات ہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ آپ سماجی داغ "نہیں رکھتے۔ خیر جی ہیں اس سے کیا۔ آپ سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔ ہم جانیں اور ہمارا کام۔ اچھا جی۔ یہ جو ہم نے بلا کسی کی درخواست کے مضمون لکھ مارا ہے۔ اور اس میں کوشش کی ہے اہم بات کی کثرت یہ نے عجم کی تمنا میں خود کشی کرنے والوں میں سے کسی صاحب بہادر کو ذرا سی شرم آجائے۔ اور اپنی جیجی ہوئی خود داری کو واپس لے لیں۔ سو جناب اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہمیں اپنے اُن بھائیوں سے ابھی تک یہ اُمید ہے۔ کہ شاید وہ موجودہ جوں میں ہی ہماری نصیحت پر کان دھریں۔ اور سابقہ جوں کی کرتوتوں کو یاد کر کے آئندہ کیسے محتاط رہیں :-

اما بخت آج کا مضمون بقیہ حصہ کے بعد ختم ہوگا۔ اور آئندہ اشاعت میں ہمارا مشہور و معروف قلمبند آئین مضمون نہایت آہے تاب کے ساتھ نئے جذبات و تخیلات اور فوق الجہل الفاظ



کے ساتھ درج ہوگا۔ آج کی صبح غراشی کا اراکین شمس الاسلام تہذیب سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امید کہ جس لمحہ ناظرین و لائقین نے آج ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسی طرح آئندہ اشاعت میں بھی کریں گے۔

خدا غریقِ رحمت کرے جہاں سے بڑے مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ علی گڑھ کی آبِ ہوا سے خدا ہر شریف اور خود دار مسلمان کو محفوظ رکھے۔ یہاں کی آب و ہوا میں اگر اچھا خاصہ انسان بندہ بن جاتا ہے۔ ہم حیران تھے۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہماری اماں جان بچپن میں کہا کرتی تھیں۔ کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے انسان بندہ بن جاتا ہے۔ بندہ بننے کی ایک یہ دوسری صورت نکل آئی ہم اسی حیرانی اور پریشانی میں برسوں سرگردان رہے۔ آخر ایک دن جب ہم مغربی علوم و فنون کا مطالعہ کر رہے تھے۔ تو بے اختیار ڈارون کی تہیوی آئیوڈین یعنی نظریہ ارتقاء پر نظر پڑی۔ تہیہ حقیقت سامنے آئی۔ کہ اشرف المخلوقات انسان کے جدِ اعلیٰ حضرت بندہ تھے۔ اب جو ہم نے اس نظریہ کو اپنے جنتناہینوں، صاحب بہادروں اور پریزادوں پر چسپاں کیا تو ثابت ہو گیا۔ کہ اس نظریہ کی صداقت میں جائے کلام تو کیا جائے دمِ زندہ تک نہیں۔ ڈارون سبھی سچا اور اس کا نظریہ بھی سچا۔ اگر مولوی صاحبان بُرا مانیں گے تو مانا کریں۔ ہم نے تو بقایائی ہوش و حواس جو کچھ دیکھا اس کو ہلکام و کاست بیان کر دیا۔

اچھا جناب نظریہ ارتقاء کیسے سچا؟ اس طرح کہ بندہ فطرتی طور پر نقالی واقع ہوا ہے۔ یعنی جو کچھ انسان کو کرتے ہوئے دیکھنا ہے۔ وہی آپ بھی کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک معتبر روایت ہے کہ ایک ڈارووسی منوچھ صفحہ ایڈر "صبح ہی صبح" انڈرسول کے وقت ریزر سے اپنے چہرہ پر اُگی ہوئی گھاس کے صاف کر رہے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے وہ اپنے محبوب ریزر کو چھوڑ کر اندر چلے گئے۔ وہاں اوپر چھت پر واجب الاحترام بندہ صاحب بھی اس گھاس کٹائی کا دلچسپ مشغلہ ملاحظہ فرما رہے تھے جھٹ اچھل کر آئے اور استراٹھا کر چمپت ہوئے۔ اور لگے "شوقِ ناز" کرنے۔ پہلے ہی داریں ناک صفات تھی۔ اُس ترے کو وہیں چھوڑ دم دبا کر چلاتے ہوئے بھاگے۔ اور پرائی شکون کے لئے اپنا ناک کٹانے والوں کے لئے عبرت بن گئے۔

تو چونکہ نفلی اور تقلید کو حضرت بندہ نے قدرت سے اپنے لئے پینڈنٹ کرا لیا ہے۔ اسی لئے جو کوئی بھی نئے جسم کی تمنا میں خودکشی کرے وہ یقیناً بندہ کی نسل میں سے ہوگا۔ ہر کہ شکِ آدم کا فرکہ در "پس ثابت ہوا کہ نظریہ ارتقاء" صحیح ہے۔ اور اس کی صداقت کا زندہ ثبوت وہ خود مرده اور خود فراموش لوگ ہیں جو اپنی قومی تہذیب کو چھوڑ کر کسی اجنبی اور حکمران قوم کی تہذیب پر مڑیں۔ اور جن کا جسم تو مشرقی ہے۔ مگر اُس میں دل مغربی کھیں۔

بھائی صاحب سچی بات تو یہ ہے۔ کہ یہی لوگ ہیں۔ کہ جنہوں نے قومی غیرت و محبت اور خود داری کا دیوار نکال دیا ہے۔ جن کی نمایاں نشانی اڑھوں اور ظاہری پچک دمک نے مسلمانوں کے اسلامی جسد سے یشربل روج

نکال دی، جن کی نسوانی بناوٹ نے مردانگی کے جوہر کو فنا کر دیا۔ اسیک مجاہد و سر فروش قوم کو زندہ ناموودہ بنا کر رکھ دیا۔

نئی تعلیم کو کیسا واسطہ ہے آدمیت سے

جناب ڈارون کو حضرت آدم سے کیا مطلب

مشریت پر مبنی سچائے آدمیت ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تو اب انہیں غریبوں کے اسلام سے کیا تعلق۔ جہاں آدمیت ہی نہیں۔ وہاں اسلامی تہذیب و تمدن کی تلاش فضول ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے فیض و برکات تو کائنات انسانی پر برسے ہیں۔ بندہ دین کو ہم نے کبھی اسلامی لباس میں نہیں پہنا دیکھا۔ آپ نے موجودہ تہذیب و تمدن اختیار کر کے ایک بھلے مانس کیا سے کیا بنتا ہے۔ اور کن کن قیمتی چیزوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ کیا سمجھے؟

یاد رکھئے۔ اگر آپ نے ہمارے لطیف اشارات سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ اور ان کو سمجھ کر دس پانچ صاحب بہادروں کو سمجھانے کی ہمت و جرات نہ کی۔ تو ہم بلا سوچے سمجھے یہ بد عا کر ڈالیں گے۔ کچھ نہ سمجھے حذر کرے کوئی۔

اگر آپ جانتے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے وہ کیا سونے ہیں؟ خدا کی مقدس کتاب نے ہماری قوم کو کسی نائن میں خیرالم تمہی۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے صاف صاف تاکید و سرایت کر دی تھی کہ جو لوگ دل کان اور آنکھ سے کچھ کام نہیں لیتے یعنی عقل و شعور نہیں رکھتے۔ ہر بات پر آمنا و صداقتا کہہ اٹھتے ہیں۔ وہ جیوان ہیں۔ بلکہ جیوان سے بھی بدتر۔ پس بچئے۔ اور لرز جائیے ہماری بد عا سے اور اس بوزہ صفتی کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کیجئے۔ آگے آپ جانیں۔ اور آپ کا کام۔

نیچے۔ ہم اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اپنے مقصود کو بیان کئے دیتے ہیں۔ مدعا یہ ہے کہ نئی تعلیم اور غربی تہذیب کی پہلی کاری ضرب اسلامی سادگی، سپاہیانہ زندگی، فقر حیدر، دولت عثمانی، روح بلالی اور جوش خالیدی پر پڑتی ہے۔ اور جب یہ چیزیں اپنی اوصاف حجازی ایک مسلم کی زندگی سے بکل جائیں۔ تو پھر وہ ایک بیجان لاشہ ہے پھر اس کو چاہے مسلم کا نفرنس کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر دو۔ چاہے کونسل کی کرسی پر دھر دو۔ اور چاہے اسمبلی کے گڈوں پر لمبا لٹا دو۔ کیا مجال جو ذرا بھی مردانگی کی حرکت و جنبش ہو اب تو غالباً آپ نے مغربی تمدن کی تباہ کاریوں کا پورا پورا اندازہ لگالیا ہو گا۔ پس تم ہماری کون کون سی باتوں کو جھٹلاؤ گے۔ فبای حدیث بعد کا یوٹمنون۔

ہمارے مرزا جی کو خدا سمجھے بیچارے اوصاف حجازی سے جن کا ذکر ہم نے آد پر کیا۔ کبیر محرم تھے۔ اس لئے اللہ سلامت رکھے ہماری وہ حکومت جس کی حکومت میں سورج ہی غروب نہیں ہوتا یعنی ہمیشہ دن ہی رہتا ہے۔ ڈر گئے۔ سوچے کہ دعویٰ کیا ہے ہم نے مہدویت و مسیحیت کا اور انگریز اچھی طرح جانتے ہیں کہ نبی دُنیا میں اس لئے آیا کرتا ہے۔ کہ خدا کے بندوں کو جبر و استبداد کی غلامی سے نجات دلا کر

خدا کی بادشاہی میں لے آئے کہیں آیا نہ ہو۔ کہ خانہ ساز نبوت کو دفعہ ۱۲۴- الف ۱۵۳ کے ماتحت دوسال کی نیہاں لے جائے۔ اس لئے دُر کے ماسے حکومت کی خوش آمد و چاہلوسی کو دین اسلام کے ارکان میں شامل کر دیا۔ اور اب اسلام کے صرف یہ پانچ ارکان نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور کلمہ شہادت نہیں رہے۔ بلکہ حکمِ مرزاجی اب چھ ہو گئے چھٹا رکن ہے "حکومت وقت کی اطاعت و فرمانبرداری"۔ یہ ایسا فرض اتم ہے کہ اس پر سارے اسلام کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرزاجی نے شریعت محمدی میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا۔ اگر اسلام کے ارکان خمسہ کو چھ بنانے کے بعد بھی انہوں نے شریعت محمدی میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ تو سخت سے اضافہ کا لفظ ہی نکال لینا چاہیئے۔ کیونکہ اب اس کے کوئی معنی نہیں ہے۔

آپ بھی کہتے ہوئے کہ ہم بھی اچھے مذہبی ابوالہول اور فسانہ آزار کے فوجی ہیں کہ ابھی کیا کہہ رہے تھے۔ اور اب کیا کہنے لگے۔ بھلا جنٹلمینوں کے ذکر میں مرزاجی کے ذکر کا کیا کام تھا۔ اور یہ بے وقت کی راگنی کیوں شروع ہو گئی؟ سو نہیں جناب آپ اس راگنی کو کیا سمجھیں گے۔ یہ بات تو ان سین کی تہر پر فاختہ پڑھنے اور مس سرلا کی شاگردی سے حاصل ہوئی ہے۔ ہم بڑے کام کی بات کہہ رہے ہیں آپ اہمیان سے سنئے جائیے۔ اور ہم ابھی چول سے چل بٹھائے دیتے ہیں۔ اور جو جو فرٹ نہ آئے تو ہمارا دمہ۔

اچھا تو ہم یہ بات کہہ رہے تھے کہ مرزاجی نے شریعت میں اضافہ کیا۔ اور اب یہ بھی دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے شریعت میں ترمیم کے ساتھ تیغ بھی کی۔ یعنی اسلامی جہاد کو جو اسلام کی روح اور ایمان کا دماغ تھا منسوخ کر دیا۔ اگرچہ لیا پوتی بہت کچھ کی لیکن یہ عوج بن عشق "کی لبائی سے بھی زیادہ غلامانہ ذہنیت کی لبی لاش کہیں چھپائے چھپتی تھی یا روگوں نے اس ڈبڈو کو پردہ نفاق سے باہر نکال کر منظر عام پر کھڑا کر دیا۔ اب مت شائی کا محض تہ نہ دیکھیے"

خیر صاحب! یہ باتیں مولوی لوگ اور مرزائی جانیں۔ ہمیں اور ہمارے مضمون کو ان باتوں سے کیا سروکار۔ ہم ان باتوں کی چول سے چول اس طرح بٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ہم مرزاجی کے زمانہ میں زندہ ہوتے یعنی پیدا شدہ ہوتے تو ان کو بصداد بشورہ دیتے کہ آپ خواہ مخواہ جہاد کی منسوخی پر اتنا زور لگا رہے ہیں۔ آسان سی اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ آپ اپنی بیعت کی شرائط میں نئی تعلیم اور بوڈسٹوڈینے کی شرط اور بڑھادیجیے۔ یعنی مغربی تہذیب کے اختیار کرنے کو اپنے مریدوں پر لازمی ٹھیکر دیجیے۔ بس وہی مطلب حاصل ہو جائیگا۔ جو آپ جہاد کی منسوخی سے چاہتے ہیں۔ اس طرح نہ سانپ مر گیا اور نہ لاشی ٹوٹ سکی۔ اور اگر ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی۔ تو جھٹ اکبر حسین الدہ آبادی کا یہ شعر پڑھ دیتے

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

غالباً مرزاجی اس کا مطلب نہ سمجھتے۔ تو اب ہم اس شرکی شرح اپنی سمجھ کے مطابق یوں کرتے۔ کہ

بچوں کا کالج میں بھیجا نہ کر کے بالاد اوصاف حجازی یعنی مردانگی و سادگی و عذوبہ کا قتل عام کر دینا ہے۔ اور ایسی اسلامی دلدلی مردانگی اور آزادی کا قتل عام آپ بھی چاہتے ہیں۔ بس اب ہمارے مشورہ اور اس شکر کو سامنے رکھ کر اس کی قدر کیجئے۔ اس لحاظ سے ہم مرزا جی کے اصلی مرید اور خیر خواہ ہوتے۔ اور اب بھی ہم اپنے مرزائی بھائیوں کی عزت و قدر کرتے ہیں۔ اور سبھی سچی بات یہ ہے کہ ہم ذرا مرزا پر ہوا ہیں جیسا خانہ سے ڈر لگتا ہے۔ اس لئے قانونی زیربستی سے ان کو بھلے مانس سمجھنا پڑتا اور ان کی تعظیم کرنی پڑتی ہے۔

کیوں صاحب! اب تو جنتیہ پٹنوں کے ذکر میں مرزا جی کا ذکر خوب بھبا۔ بے وقت کی راگنی کا فرہ آیا۔ اور چول سے چول بیٹھی۔ لو اب اسی بات پر شہد الاسلام کا ایک ایک خریدار دلو۔ اور اگر ایک مہینہ کے اندر اندر ہمارے حکم کی تعمیل نہ کی۔ تو بس آئندہ تہقہہ آفرین مضعون سے صبر کر لیجئے پس یہ چند کلمے لکھ دئے گئے کہ سند ہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

جی تو چاہتا ہے کہ اس کو اب ہم دالہ اسلام کہہ کر آپ سے رخصت ہو جائیں۔ مگر چلے چلنے ایک اور بات یاد آگئی۔ اور اس پر ہمارا جی بھی بہت کچھ جلتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ اندیز جن کی اطاعت ہم پر مذہبی طور پر اور از خود دین و دیانت کے واجب ہے۔ بندہ سے انسان بن گئے اور ایسے کہ ہواؤں میں اڑ کر چھیلوں کو بھی شرمائے ہیں اور ہمارے بھائی بند انسان سے بند بن گئے ہیں۔

ہم تو انسان سے بنے جاتے ہیں بندہ لے حضور  
آپ خوش قسمت تھے جو بندہ سے انسان ہو گئے!

بس اس بات پر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کریں۔ آپ بھی اگر ہوئے تو بیچ وقتہ نمازوں کے بعد مسجد میں دعا مانگا کریں۔ و بواللہ التوفیق۔ باقی خیریت ہے۔ زیادہ آداب عرض ہے۔ جواب طلب حضری۔ (از مکتبہ دینیہ لاہور)

## تذرات

تبدیل مذہب کے ذریعہ نکاح کا فتنہ | آج کل اسلامی حلقوں اور تمام مسلم ائمہ و رسائل میں اس فتنہ کے روک تھام کی بحث زور شور سے چھڑی ہوئی ہے۔ اور ملک کے اسلامی حلقوں میں بجا طور پر ایک شور برپا ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے بھی اسی جوش و سرگرمی کا مستحق کیونکہ یہ مسلمانوں کی موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ اور اس قابل کہ ملک کے تمام علمائے کرام اور دیگر ارباب فکر و رائے اس پر اظہار خیالات فرمائیں۔ اور کسی ایک تجویز پر متفق ہو کر جلد از جلد اس فتنہ کا سد باب کریں۔ یہ مسئلہ اتنا اہم تھا کہ آج سے بہت پہلے اجتماع آرا کا محور و مرکز بنا۔ مگر ہمارے ارباب فکر و رائے کی کچھ عادت سی ہو گئی ہے۔ کہ بانی گذرنے کے بعد

انکو ہوش آیا کرتی ہے۔ ہمارے علماء کو اب اس فتنہ نے جنہوڑ جنہوڑ کر جگایا ہے۔ جبکہ ہزاروں خاتونان اسلام آغوش ارتداد میں آکر روحانی موت مرچکیں۔ اور ہزاروں بے گھر گھر اُڑ چکے۔ شکر ہے کہ انہیں ہوش آیا تو یہی اس فتنہ کی سوک تھام کے لئے مختلف تدابیر پیش کی جا رہی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ اجتماع آراء اس امر پر ہو رہا ہے کہ حکومت انگریزی کے پاؤں پر کر ایک قانون بنوایا جائے۔ علامانہ زندگی اور علامانہ ذہنیوں کی یہی راہ نجات ہونی چاہیے تھی۔ اور بجایے غلام و محکوم اور بے بس و لاچار مسلمان کر دی کیا جکتے ہیں۔ وہ قوانین شرعیہ کے اجراء و نفاذ کی قوت کھو چکے۔ اس لئے شریعت عظمیٰ کو بھی اغیار و اجانب کے آئینے زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ آہ! اس قوم کے لئے جو دنیا میں اقوام عالم کا رہبر۔ بہترین اُمت اور حکمران و محققان بنا کر بھیجی گئی ہے، یہ بات کسی طرح زیبا نہیں کہ وہ اس معاملے میں حکومت سے استمداد کر کے اپنی شانِ شریفی اور قومی غیرت و حمیت میں بڑھ گھٹے۔ بلکہ اس مشکل کا حل شریعت حقہ اسلامیہ سے کرنا چاہیے۔ جو ضروریات و مقتضیات معاشری و معاشی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

یہ فتنہ درحقیقت کتاب و سنت سے انحراف و اعراض کا ایک قدرتی و طبعی نتیجہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی اس بد اعمالی کی سزا ہے۔ جو وہ عورت کو اس کے تمام جائز، فطری اور خدا کے بخشے ہوئے اسلامی حقوق سے محروم کر دینے کی شکل میں کر رہے ہیں۔ اگر مسلمان ظالم مردوں سے عورت کے غضب کئے ہوئے اسلامی حقوق کتاب و سنت سے تمسک کر کے واپس نہیں دلا سکتے۔ تو وہ قیامت تک بھی اس فتنہ کے شیشمہ کا سد باب نہیں کر سکتے۔

لہذا ہم نہایت ادب و احترام کے ساتھ تمام علمائے کرام اور ارباب فکر و رائے کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اس مشکل کا حل شریعت حقہ اسلامیہ سے کریں جس نے عورت کی انتہائی حد تک و سنگیری کی ہے ضرورت ہے کہ علمائے اُمت اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلم عورت کے غضب شدہ حقوق کو واپس دلانے اور مسلمانوں کی ازواج کی زندگی کو صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بنانے میں مساعی ہوں۔ چنانچہ ہم خود بھی انشاء اللہ آئندہ اشاعت سے ایک سلسلہ مضمون شروع کر دینگے۔ اور اس امر کی کوشش کریں گے کہ عورتیں اپنے حقوق کو سمجھ لیں۔ اور مرد انہیں اسلام کے بخشے ہوئے جائز اور فطری حقوق واپس نہ دیں۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

**جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ**۔ آج اخباری دنیا میں نہایت شدد کے ساتھ۔۔۔ ہندوستان کے جدید آئینی نظام پر بحث و تحقیق جاری ہے۔ جدید و دیہوی کا تذکرہ ہے۔ اور ہر شخص کی زبان پر اسی کا چرچا ہے۔ اور وقتی ایسا ہی ہونا بھی چاہیے۔ کیونکہ اسی چیز پر مستقبل کی روشنی و تاریکی کا انحصار ہے۔ اور یہ وقت کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔ یہاں ہم جدید آئینی نظام کا تمام و کمال خلاصہ و حاصل پیش کرنا اور اس کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالنا نہیں چاہتے۔ یہ کام اخبارات کا ہے جس کو وہ سچ و غوبی



پورا کر چکے۔ اسے مقصود صرف یہ ہے۔ کہ ناظرین شمس الاسلام جدید ٹیٹنی نظام کی عمومی حیثیت سے کسی قدر واقف ہو جائیں۔ اور یہ معلوم کر لیں۔ کہ اس میں مسلمانوں کے اہم حقوق کو بیداری سے پامال کر دیا گیا ہے۔

انگریزی قوم کے بہترین دل و دماغ نے مہینوں کے غورو فکر کے بعد جو خاکہ دستہ مرتب کیا ہے۔ انہیں کی طرف غریب خودہ ہندوستانی ٹیٹنی کا دیکھ رہے تھے کہ دیکھئے کب برطانی تہذیب کے اس سبب سے "توان نعمت" نازل ہو۔ اور کب ہمیں آزادی کی قسط ملے۔ اس کے مطالعہ کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ اس دستور سازی کا مقصد اہل ہند کے اضطراب کو دور کرنا اور انہیں خود مختاری کے نزدیک لانا تھا۔ بلکہ برطانوی مفاد کا بیش از بیش تحفظ و استحکام تھا۔ اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ ہندوستانیوں کے خود مختاری کے جذبے کا اچھی طرح گلا گھونٹ دیا جائے۔ اور مریض ہند کو بستر مرگ سے نہ اٹھنے دیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ رپورٹ لائق صد تحسین و ستائش ہے۔ اور شاید اسی لحاظ سے غلامانہ ذہنیت رکھنے والے اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔

ہم پورے دھوکے کے ساتھ اندر تک مٹی سے اس امر کو غماز کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس میں خود مختاری اور سیلف گورنمنٹ کا کوئی ادنیٰ سا شائبہ بھی موجود نہیں۔ اور تحفظات اور مخصوص ذمہ داریوں کی انتہی حد ہے کہ صوبوں کے گورنروں اور گورنر جنرل کو ہندوستان کا مختار کل بنادیا گیا ہے۔ اور غلامی کی زنجیریں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی ہیں۔ یہاں سبھاٹیوں اور مسلم کانفرنسیوں کو بٹ مار دیا گیا ہے۔

یہ بچا پے غریب بھوکے شکے مزدور اور کاشتکار وہ جائیں بہاڑیں۔ اُن کی روٹی کا سوال پہلے لائیکل تھا۔ اور اب بھی۔ بلکہ ان کے منہ سے رہا سہا قلم بھی چین کر سہا یہ داروں کو دے دیا گیا ہے۔ آہ! غریبوں کی روٹی کا سوال حل کرنے والا سوائے خدا کے اس دُنیا میں کوئی بھی نہیں۔ اس دستور کا فائدہ مریض داروں کو ضرور ہوگا۔ پہلے سے زیادہ ان کو کونسل کی نشستیں۔ وزارت کے قلمدان اور عہدوں کی کرسیاں ملی جائیں گی۔ باقی رہے غریب اور مزدور۔ اُن کو تو اس دُنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں۔ سرمایہ داری کے دور میں اُن کی خوشحالی اور فلاح و بہبود ایک خیال خام اور جڑوں سے جا پھینکا ہوا اور کھوکھلا پرست اس پلوٹ سے خوش ہوں۔ مگر رہیں گے وہ غلام کے غلام ہی۔ سچ ہے کہ

آہستہ آہستہ تھک کر مرنے لگے ان الملوک  
ظلمتِ اقوام غلاب کی ہے اک جاوگڑی  
غریب سے پیلا ہوتا ہے ذرا محکوم اگر  
پیرِ سلاوتی ہے اُس کو حکمران کی ساجری

مریض سب پر رحمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دستور ساز اسمبلی :- اکی مرتبہ کانگریس نے انتخابات اسپی میں حصہ لیکر بہت بڑی کامیابی اور سند

نمائندگی حاصل کر لی ہے۔ کانگریس نے جو اپنے نمائندے اسمبلی میں بھیجے ہیں۔ انہیں کے اجتماع کا نام دستور ساز اسمبلی ہے۔ اس کی ضرورت اس طرح پیش آئی۔ اور کانگریسی حضرات انتخابات میں حصہ لینے کی وجہ جواز یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان ہمارا ہے۔ ہم ہندوستان کے باشندے ہیں۔ ہماری سیاسی ضروریات و مفاد برطانوی ضروریات و مفاد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہمیں اپنی سیاسی ضروریات کے متعلق جو حکومت ہیں۔ ان کی خبر انگیزوں کو نہیں۔ اور اگر ہے تو وہ دیدہ دانستہ ہماری سیاسی ضروریات و مفاد کو پامال کر کے ہندوستان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کو ہمیشہ کے لئے بھتیجی برطانیہ ضبط و غصب شدہ ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ ان وجوہات سے ہم ہی اس ملک کا دستور حکومت تیار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ حکومت اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور وہ خود ہندوستانیوں کے اختلافات سے فائدہ اٹھا کر دستوری معاملات طے کر دیتی ہے۔ لہذا پھر اس نے گول میز کانفرنس میں یہی کیا کہ متضاد جماعتوں اور خاندان ساز نمائندوں کو جمع کیا۔ اور ایسے لوگوں کو حقیقت تک بھی کسی ایک رائے پر متفق نہیں ہو سکے تھے جب مختلف اقوام اور سیاسی جماعتوں نے اتفاق رائے کے ساتھ بین الاقوامی مسائل کا فیصلہ نہ کیا۔ تو حکومت نے ان خاندان ساز نمائندوں اور جماعتوں کی نہیں بلکہ ہندوستان کی نااہلی و خطب کاری کا ڈھنڈو راپٹ دیا۔ اور خود ہی ایک دستور اور فرقہ وارانہ مسائل کا حل ”ڈیپٹ پیپر“ کی صورت میں پیش کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم ملک کے صحیح نمائندے اسمبلی میں بھیجے ہیں۔ اس طرح ایک صحیح نیابتی ادارہ قائم ہو جائیگا۔ اور ہندوستان کا دستور حکومت تیار کرنا اس کے ذمہ عائد کر دیا جائیگا۔ اس بناء پر کانگریس نے انتخابات میں حصہ لیا ہے۔ اب دیکھئے۔ یہ دستور ساز اسمبلی کیا کر رہی ہے اور دستوری سازی کا اوٹ کس کو ڈٹ بیٹھا ہے۔

**تحریر وحدت خطبہ** :- ایک عرصہ سے ہندوستان میں یہ بحث جاری ہے کہ جمعہ اور عیدین کے خطبے عربی کی بجائے اردو میں ہونے چاہئیں۔ ان عظیم الشان اجتماعات کو باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت لے آنا چاہیے۔ جمعہ اور عیدین کے روز شام مسجدوں اور عید گاہوں میں ایک ہی خطبہ پڑھا جانا چاہیے۔ تاکہ قطب شمالی سے قطب جنوبی تک زندگی کی ایک لہر دوڑ جائے۔ اور رفتہ و دروسالانہ اجتماع اور انقلاب حیات کے خداوندی پروگرام سے مسلمان پوری طرح مستفیض ہوں۔ خطبہ کے عربی یا اردو میں ہونے کی بحث کے سلسلہ میں ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہوئے کلمۃ نفس تحریک سے متفق ہیں۔ اور شاید کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو بس حیات انگیز تحریک سے متفق نہ ہو سکے۔

اس تحریک کے بانی امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد ہیں۔ مگر انہوں نے کہ مجلس خلافت ان کی تجویز کو عملی جامہ نہ پہنا سکی۔ یہ شرف و اعزاز قدرت نے مولوی عبدالحجید صاحب قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی کے لئے مخصوص رکھا تھا۔ چنانچہ وہ پورے عزم و استقلال کے ساتھ اٹھے۔ اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا ہمتیہ کر لیا۔ ان کی دیکھا دیکھی تحریک خاکسار کے کارپردازوں کی طرف سے بھی اسال اعلان ہو گیا۔ کہ علامہ شرفی کا

ایک منہگہ مدخیز خطبہ عبدالحی شایع ہوگا۔ اب یہ اعلان جوش و تاب کا نتیجہ ہے بغاوض و انتشار کا۔ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے۔ ہم تو اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں سے نہیں بلکہ سینکڑوں مرکزوں سے بھی یہ آواز آئے۔ اور سارا ملک اس پر لبیک کہے تب بھی تنظیم قیامت اور انقلاب حیات کا خداوندی پروگرام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور امت مسلمہ کی تنظیم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کئی مسلمانوں میں تعلیم و تلمیق اور ترغیب و تحریص کی کمی نہیں۔ اور اسلامی فرائض سمجھانے والوں اور تعمیری و اصلاحی پروگرام رکھنے والوں کی کمی نہیں۔ اگر کسی ہے تو اس چیز کی کہ اسلام کا علم دینے والے بہت ہیں مگر اس کا عمل دینے والوں کی جگہ حد کی ہے۔ اسلامی فرائض سمجھانے اور دینے والے اکثر بے عمل اور باوقوف ہوتے ہیں۔ پھر بتلائے مسلمانوں کے سامنے دینی زندگی کی راہیں کیسے کشادہ ہو سکتی ہیں؟ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ایسے مبلغ اور مجاہد پیدا کئے جائیں جو قرآنی بصیرت کے مالک ہوں۔ اور جن کے اعمال و افکار کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہو۔ وہ صرف اسلامی فرائض سمجھانے ہی پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ خود بھی اسلام کا عملی نمونہ بن کر مسلمانوں کے سامنے آجائیں جب تک ایسے خطیب پیدا نہ ہوں گے۔ اور وہ کسی ایک نظام کے ماتحت اگر ان اجتماعات کی تنظیم نہ کریں قیامت تک بھی مسلمان منتظم نہیں ہو سکتے۔

اگر مسلمان دینی حیات اور دین و دنیا کی سرخسوں اور کامیابی چاہتے ہیں۔ تو ان کو اسلام کا عمل دینے والے پیدا کرنے چاہئیں جیسے ہوئے خطبہ شامی سے قطب شمالی سے قطب جنوبی تک زندگی کی لہر نہیں دھڑکتی۔ مذہبی زندگی کی پہل اور منہگامہ آرائی ضرور پیدا ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ اس کا نام امت مسلمہ کی تنظیم نہیں ہے۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید مسلمانوں کی تمام بد اعمالیوں کا قتلہ مرزائیت اور انوں کا فرض ہے۔

فتنہ مرزائیت اور انوں کا فرض ہے۔ مسلمانوں نے دین حق کے قیام و استحکام کے فرض سے غفلت برتی۔ اس کی سزا ہمیں اس فتنہ کی صورت میں مل رہی ہے۔ اگر اب بھی مسلمانوں نے اس مقدم و اہم فرض سے غفلت برتی تو نہ معلوم اس فتنہ کی ہولناکی اور قیامت خیزی کا کیا عالم ہو۔

خدا جزائے خیر دے اور اپنے مقاصد عظمیٰ میں کامیاب کرے۔ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام کے محترم کارپردازوں کو جنہوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کا تہیہ کر کے قادیانی امت میں ایک قیامت نما پہل پیدا کر دی۔ اور اس فتنہ کو اپنی ہستی پر راجح و محرمی نظر آرہی ہے۔ مگر وہ بے مرزائیو کیا کہنا ہے ان کے خلوص و انشراح اور دینی تربت کا کہہ سنان کے تمام مرزائی گوش برآ دار ہیں۔ کہ کب ہمیں خلیفہ کا حکم ملے۔ اور کب ہم اپنی جانیں قربان کریں۔ اور اگر مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو قادیان کا خزانہ بھروں۔ چنانچہ قصر خلافت سے سو سو اور دوسو سو روپے چندہ کی چندہ کی تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور تمام مرزائی فراہمی سرمایہ میں مشغول ہو گئے ہیں۔

اس ایشارہ پیشہ جماعت کا وہ مسلمان کیا خاک مقابلہ کر سکتے ہیں۔ جو حزب الانصار اور شمس الاسلام کی اتنی بھی مدد کر کے کہ چارہ شمس الاسلام اپنے پڑوں پر آپ کھڑا ہو جائے۔ جو اپنے مبلغوں، رسالوں اور انجمنوں

کی امداد میں ڈیڑھ روپیہ تک خرچ نہیں کر سکتے۔ وہ کیسے اسلام کی محبت کا دعویٰ کر سکتے ہیں پس اگر مسلمانوں کو دین حق کے قیام و استحکام کے فرض اتم کی سرانجام دہی سے سبکدوش ہونا ہے۔ تو ان کو اس فتنہ کی سرکوبی کیسے کھڑا ہو جانا چاہئے۔ اور اس کے لئے جانی قربانی کی نہیں بلکہ مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ واسطہ آپڑا ہے۔ ان لوگوں سے جن کی پشت پر لاکھوں روپے کے سرمایہ کی قوت اور تنظیم ہے۔ اس وقت اگر مسلمانوں نے اپنے فرض سے ذرا بھی غفلت برقی تو ان کو مرزا یحیٰی اور انگریزوں کی ٹھوکروں میں زندہ رہنا پڑے گا۔

**موجودہ طریق تعلیم کا مقصد کیا ہے؟** } علم کافی الحقیقت مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت اپنے مقصد حیات سے کماحقہ واقف ہو جائے۔ اور اس

نظام عالم کی کنہ کو دریافت کر کے خدا کی محبت و معرفت حاصل کرے۔ دنیا کی حکومت اور کائنات ارضی پر قبضہ کر کے خود خدا کا بنے اور پھر خدا کے منکوں اور باغیوں کو خدا کی حکومت میں لے آنے کی قوت و صلاحیت حاصل کرے۔ اور قانون فطرت کا صحیح مطالعہ کر کے اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ علم ایک نور ہے جو انسانی دل و طاف کو حقیقی الہام سے منور کر کے کائنات عالم کی کنہ دریافت کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ انگریزی طریق تعلیم کا مقصد انگریزوں کے پیش نظر غلام سازی تھا۔ اور ہندوستانیوں کے پیش نظر صرف ملازمت جیسی تو ملک میں بے روزگاری اور بیکاری کا دور دورہ ہے۔ ملازمت کا دائرہ اس قدر تنگ ہو گیا ہے کہ بہت کم لوگ اس میں کام کر سکتے ہیں۔ ہر ایک محکمہ میں ہزاروں کی تعداد میں امیدوار بیٹھے ہیں۔ اور اپنے سے پہلے نمبر والوں کی موت کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ البتہ موجودہ تعلیم سے نوجوانوں کو انگریزی فیشن پرستی کی طبع کاری ضرور آگئی ہے۔ اگر روٹی نہ ملے نہ سہی۔ صاحب بہادرتوبن گئے مائیں بات کیا کم ہے۔ ایک ہر تعلیم کی بانی موجودہ طریق تعلیم کا مقصد سنئے :-

دہلی میں ۲۶ دسمبر کو تعلیمی نمائش کی رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے ریورنڈ جے۔ سی۔ چٹرجی نے مندرجہ ذیل تعلیمات دہلی نے فرمایا۔

موجودہ طریق تعلیم مفید نہیں ہے۔ یہ طریق تعلیم درحقیقت حکومت برطانیہ نے اس غرض سے تجویز کیا تھا کہ اسے مختلف دفاتر میں کام کرنے کے لئے انگریزی دان ملک مل جائیں۔ کاشتکار مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ اپنے تعلیمی نصب العین کو بدل کر صنعت و حرفت کی طرف بھی رجوع کریں۔ اور بیکاری و مفلسی کی گت ہو سکیں۔

**مجاہد عبد القیوم اسلامی دنیائیں :-** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسلام کی روح اور ایمان کا دارغ ہے جس قلب میں حضور کی محبت جاگزیں ہو جائے وہ قلب مطلع الانوار بن جاتا ہے جس سر میں آپ کی محبت کا سودا سما جائے پھر وہ کسی طرح نہیں نکل سکتا۔ غرض جس مسلمان کو محمد عربیؐ کے عشق و محبت کا بندوبست بالامقام مل جائے۔ اس کے شرف و اعزاز اور اقبال و اجلال کے کیا کہنے ہیں۔ اس

معتام کے سامنے ساتوں آسمانوں کی بلندی پہنچ اور نعمت اقلیم کی بادشاہی لائے ہے۔ چنانچہ اسلامی دنیا کے جرائد و رسائل نے غازی عبدالقیوم کی سزائے موت کو نمایاں طریقہ پر شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے عشق رسول کا ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا ہے۔ اور آپ کے عشق رسول کو شاندار الفاظ میں سراہا ہے۔

**دہلی کے رنگیلے خواجہ کا خوش باش تصوف** پہچان یہ ہے کہ وہ حق کے اعلان میں کسی سے نہ ڈرے۔

اسلام تمام تربے خونی اور قربانی کی دعوت ہے۔ اسلام نے مسلمان کے ہاتھ میں تلوار محض اس لئے دی ہے کہ وہ امن کا محافظ ہے۔ اور حق گوئی کو اس کے ذریعہ قائم رکھتا ہے۔ جہاد ہی اسپرٹ ہے اور کامل مسلمان کی پہچان ہے حضور کافرین ہے کہ جنت تلوار کے سایہ میں ہے جب تک مسلمانوں میں یہ جہاد ہی اسپرٹ رہی وہ دنیا میں ہر جگہ فاتح اور غالب بن کر رہے۔ اور جب اس سے اسلامی تلوار جاتی رہی اُسی وقت سے اس کے اسلامی جہد سے تیری بے فوٹا نکل گئی۔ خوش باش زندگی و آرام طلبی نے انہیں اپنا بنا لیا۔ دیکھئے خواجہ حسن نظامی صاحب نے مذکورہ بالا ارشاد رسول پر کیونکر عمل کیا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو کیسے شاندار اور آرام طلب اسلام کا نمونہ دکھایا ہے صاحب خیر بن مجبور کے کالم سراہے میں خواجہ صاحب کی خواب گاہ کے حلیمہ کا ان الفاظ میں خاکہ اُڑایا ہے۔

لیکن خواب گاہ کے حلیمہ میں سب سے زیادہ خوبصورت خدو خال خود خواجہ صاحب کی ذات والا صفات ہے۔ آپ نے دیکھ لیا۔ خواجہ صاحب کی الماری کہاں ہے۔ اور وضو کا لٹا۔ تہجد کی تسبیح۔ سوکھنٹوپ۔ نوڑی پلنگ اور نرم گدیلہ کہاں بڑھتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خواجہ صاحب کا قیام کس جگہ ہے۔ فرماتے ہیں :- پلنگ کے ایک رخ تلوار وغیرہ ہتھیار ہیں۔ جن کو میں مسلمان ہونے کے سبب بہت محبوب رکھتا ہوں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جنت تلوار کے سایہ میں ہے اس لئے میں تلوار کے ساتھ میں سوتا ہوں۔

چلے چھٹی ہوئی۔ حدیث پر عمل ہو گیا۔ جہاں کی نوبت بھی نہ آئی۔ اور جنت میں جانا دکنار خواجہ صاحب بنفس نفیس مجسم جنت بن گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ صاحب ایک ادیب بذلہ سیخ اور مکہ شناس بزرگ ہیں۔ ان سے سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ الجنة تحت ظلال العیوف جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے یہی معنی رکھتا ہے کہ اپنی خواب گاہ کے حجرہ میں جہاں نوڑی پلنگ۔ نرم گدیلہ۔ نرم ریشمی تکیہ اور مجلس کنوٹپ ہمدردی دیوار کے ساتھ چند تلواریں بھی لٹکائی جائیں۔ اور ان کے نیچے نوڑی پلنگ کو کہسکا کر نرم گدیلے پر لیٹ کر نیچے میز پر اپنی لمبی زلفوں والا سر رکھ کر جو مجلس کنوٹپ میں مستور خزانے لٹے جائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ ہم جنت بن گئے یا جنت میں داخل ہو گئے؟



# نصرة الحديث

(بسم اشاعت گذشتہ)

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال**  
کی پوری کا حکم بھی قرآن نے دیا ہے۔  
ارشاد ہوا: "انفذ ان لکھ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (یعنی تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات مقدس میں بہترین روی کی باتیں ہیں)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں اعمال اور افعال کو جن کی پوری کا حکم آیت بالا میں ہے۔ ہم سنت کہتے ہیں۔ اس پورے بیان کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال بھی قابل عمل و واجب التسلیم و حجت ہیں۔ اس مضمون کو خود قرآن کریم نے مختلف عنوانوں سے بیان کیا ہے۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ یہی خیال اور بالاتفاق سب کا اسی پر عمل تھا اور ہے۔

**انکار حدیث**، لیکن چند دنوں سے ہندوستان میں کچھ افراد ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کے اس قدیم اجماعی عقیدے کو غلط اور افعال و اقوال نبویؐ کی پابندی کو غیر ضروری بتاتے ہیں۔ اور اتنا ہی نہیں بلکہ ابن علمی و غیریوں کو جو اقوال و افعال پر حاوی ہیں، بغیر بات کی پوٹ اور مصنوعی و خود تراشیدہ افسانوں کا مجموعہ قرار دیتے ہیں اور بالکل صاف صاف یہ کہ احادیث نبویہ کے قابل عمل و لائق اعتبار ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ جہاں تک غور کیا گیا۔ لادہ بیت کے سوا اور کوئی علت انکار حدیث کی معلوم نہ ہوئی۔ اس کا راز صرف یہ ہے کہ انکار حدیث کے بعد ان کی تجدید نہ ملے۔ وہ دود کے لئے میدان نہایت وسیع اور ہموار ہو جائیگا۔ یہی پابندیاں کیسٹریٹ و نابود ہو جائیں گی۔ یا بدرجہ اقل صرف نام کو رہ جائیگی۔ ایک قرآن رہ جائیگا۔ اس کے معنی و مفہوم میں اپنی رائے و قیاس سے جو تصرف و تحریف کرنا چاہیں گے۔ پوری آزادی سے کر سکیں گے۔ اگر کسی نے ٹوکا کہ یہ مفہوم احادیث یا تفاسیر کے خلاف ہے تو نہایت صفائی سے کہہ دیا جائیگا کہ وہ مفہوم اگر راوی یا مفسر نے اپنی سمجھ سے بیان کیا ہے۔ تو ہم اس کے پابند نہیں ہیں۔ اور اگر حدیث نبویؐ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ تو حدیث قابل اعتبار و استناد نہیں ہے۔ چیلے قصہ ختم ہوا۔ اب جس آیت کا جو مفہوم چاہیے قرار دے لیجئے۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

میں نے جو کچھ عرض کیا۔ یہ خیالات نہیں ہیں۔ بلکہ واقعات ہیں۔ مشکین حدیث کے جس مضمون یا جس رسالہ میں چاہیں اس کی مثالیں مل سکتی ہیں۔ ایسی بعض مثالیں میں آگے ذکر بھی کر دوں گا۔

میں نے مشکین حدیث کے انکار کی جو علت ذکر کی ہے حقیقی علت تو وہی ہے۔ لیکن اس علت کے اظہار کے بعد کون بے خود مسلمان ہو گا۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی خرافات کو من سکے۔ اور ان کے دامن فریب میں آ سکے۔ اس پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسری دُور ازانکار علتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اگرچہ ان علتوں کی سخافت و کمزوری جہت بہت

کھلی ہوئی ہے۔ تاہم بعض نادان مسلمان منکرین حدیث کے طبع کا راندہ بیان سے دہوکے میں آجاتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مختصر طور پر کچھ ان کی نسبت بھی لکھ دوں۔

**منکرین حدیث کے وساوس :-** انکار حدیث کی پچلتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ یا کسی جاسکتی ہیں ان علت کہا "علت حق تو میں ہے۔ اس لئے میں بجائے علت کہنے کے "وسوسہ سے تعبیر کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ حسبِ یل وسوسے انکار حدیث کے باعث بن سکتے ہیں۔

**وسوسہ :-** اقوال و افعال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خدشہ حکم ہی نہیں دیا۔ اس کا تفصیلی بیان چکے اور معلوم کر چکے کہ اقوال و افعال نبوی کے واجب تسلیم اور قابلِ پیروی ہونے کا منکر قرآن کی صریح آیات کا منکر ہے۔

**دوسرا وسوسہ :-** اقوال و افعال نبوی قابلِ پیروی تو ہیں۔ لیکن ان کا کہیں وجود نہیں ہے۔ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے ایک قول یا ایک فعل کی نقل و حکایت بھی محفوظ نہ رہی۔ مسلمانوں نے اس کی نقل و روایت کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔

**اس کا جواب :-** میرے ہے کہ ایسی بدیہی و متواترات کا انکار جس کا اعتراف غیر مسلموں کو بھی ہے محلِ تعجب ہے یہ بات تو از کے اعلیٰ درجہ کو بھی ہوئی ہے۔ کہ جو مسلمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے شرف اندوز ہوئے۔ انہوں نے آپ کے جملہ اقوال و افعال کی حفاظت کا ایسا اہتمام کیا جس کی نظیر کوئی دوسری قوم پیش نہیں کر سکتی۔ زبانی یا دواداشت کے علاوہ تحریری یا داشت کا بھی انتظام کیا۔ پھر اس امانت کو پوری احتیاط کے ساتھ انہوں نے تابعین کے حوالہ کیا۔ اور تابعین نے اس کو تبع تابعین تک پہنچایا۔ اس عہدیں زبانی روایات کا سلسلہ تو جاری ہی رہا۔ تصنیف و تالیف بھی شروع ہو گئی۔ چنانچہ اہل عہد کا ایک مجموعہ اقوال و افعال نبوی مع بھی دنیا کے ہر گوشہ میں موطا کے نام سے موجود ہے۔ اور اس کے بعد تو بیشتر ایسے مجموعے تیار ہوئے جن کو مسلمانوں نے اصولی طور پر بار وودق قبول کیا۔ اور آج تک برابر قبول کرتے آئے۔ چنانچہ یہ مجموعے آج بھی نہایت کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ تو کیا ان کے وجود سے انکار کر دینا آفتاب کے وجود سے انکار کے مرادف نہیں ہے؟

**غیر مسلموں کی شہادتیں :-** جہک حیرت ہے کہ یہ منکرین ایسی متواتر چیز کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں جبکہ اعترافِ تعصب سے متعصب یورپین مصنفین کو بھی ہے۔ حالانکہ منکرین ان کا کسی بات کو وحی سے کم تصور نہیں کرتے۔ منکرین کو سوچنا چاہیے کہ صرف مسلمان ہی اس کے قائل نہیں ہیں۔ کہ اقوال و افعال نبوی محفوظ ہیں بلکہ غیر مسلم مؤرخین بھی اس کے مفرد و معترف ہیں چنانچہ مشہور روسی فیلسوف ٹالسٹائی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند حکیمانہ اقوال زینِ کار ترجمہ روسی زبان میں شائع کیے ہیں۔ اور مشہور مؤرخ ٹیڈورڈ گبن نے تاریخِ نوالِ روم جلد ۵۰ میں لکھا ہے :- ہر ایک بانیِ تہذیب کی سیرت سے اس کے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اہل حق کی جب صحیح تصدیق اور ان کے

افعال مجسم نیکی کے نمونے ہیں۔ اگر اقوال و افعالِ نبویہؐ دلی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیت کا کوئی ذریعہ علم دنیا میں موجود نہیں تو اس کی مثال کس کے اقوال کا ترجمہ شائع کرتا ہے۔ اور گن کس کے اقوال و افعال کو جامع نصیحت اور مجسم نیکی کا نمونہ بنا

رہا ہے؟ مسلمانوں کا ناز خاک میں مل جائیگا | مسلمانوں کو تمام دنیا کے مقابلہ میں ناز اور سجا ناز عطا۔ کہ

اور بنائے اسلام کے حالات زندگی ان کے افعال و اقوال وغیرہ جتنی تفصیل و تکمیل کے ساتھ مسلمان پیش کر سکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اپنے بانی کی نسبت اس کا ہزارواں حصہ بھی پیش کرنے سے عاجز ہے مسلمانوں کے پاس ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے معمولی سے معمولی واقعہ اور جزئی سے جزئی حالت کی نہایت مستند نقل موجود ہے مسلمانوں کے پاس ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراک و پوشاک نشست و برخاست نقل و حرکت غرض ہر چیز کا بیان موجود ہے لیکن منکرینِ حدیث نے حدیث کا انکار کر کے مسلمانوں کا یہ فخر و ناز بھی خاک میں ملا دیا۔ سید سلیمان صاحب

ندوی نے اگست ۱۹۷۹ء کے معارف میں بہت خوب لکھا ہے۔ کہ

اسلام کا پیغمبر اثن کارنامہ ہے اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک ایک واقعہ ایک ایک قول و فعل ایک حکم کو دنیا میں محفوظ رکھا۔ اور ان کے لئے مستند اصول اور فن ایجاد کئے۔ مگر اگر اسلام کے ان نئے معمولی اپنی منکرینِ حدیث کے خیالات مان لئے جائیں۔ تو یہ کارنامہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے لعنت بن جائیگا۔ اور صحابہ سے لیکر آج تک وہ تمام اخبار و اکابر امت جن کی زندگیوں پر راجح نہ صرف اسلام بلکہ دنیا کو ناز ہے۔ وہ سب کے سب راستبازی اور صداقت کی بارگاہ سے راندہ نکلیں گے۔ کیا یہ اسلام پر احسان ہے؟ ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لیکر آج تک خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین، علماء خیر تمام کے تمام اپنے استنباطات اور اجتہادات میں قرآن پاک کے بعد احادیث اور اقوالِ نبوی کی تقلید و اتباع کرتے ہیں۔ لیکن راجح سے یہ لازم آئیگا کہ یہ سب کے سب خود باللہ مشرک، انسان پرست اور کتاب اللہ کے تانکے تھے۔ اور آج جو نئے مفروضہ نئے فقہیہ بنے ہیں۔ ان کے اقوال و اجتہادات و استنباطات کے سنے والے سچے مصدر سچے دیندار اور کتاب اللہ کے سچے پیرو ثابت ہوں۔ اس کے بعد یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ خود باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ناکام رہا۔ اور تیرہ سو برس تک اسی طرح ناکام رہا۔ یہاں تک کہ منہوستان کے ایک قطعہ میں کتاب اللہ کے چند باہرین اسرار پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اصل اسلام کو دنیا میں اٹھکا کر آیا اور وہ کام کیا جو خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا۔ نہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کیا۔ نہ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے کیا۔ نہ عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے کیا نہ علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ نہ دوسرے صحابہؓ اور تابعینؓ نے کیا۔ اور نہ دوسرے ائمہ مجتہدینؒ سے ہو سکا۔ پھر ہمیں کوئی بتائے کہ قرآن کی عملی تصویر دنیا میں کسی جہلوہ رقتی یا نہیں۔ اگر تھی تو وہ کب؟ اور اس کی تاریخ کہاں لگی؟ اور اگر نہ تھی تو قرآن سے زیادہ ناکام صحیفہ آسمانی دنیا میں اور کون ہوگا؟ کیا کچھ مسلمان کی غیرتِ اسلامی اس خیال کو جائز رکھتی ہے؟ (باقی میندر)

# بنگش سنی اور کلب علی شیعہ

## تیسری ملاقات

کلب علی۔ بنگش صاحب! السلام علیکم۔

بنگش۔ السلام علیکم۔

کلب علی۔ مجھے تو آپ کا یہ جواب غیر مہذب معلوم ہوا۔

بنگش۔ تم نے اپنے مذہب کی تدریس اور دجالانہ تبلیغ سے

بظاہر نہایت شفقانہ الفاظ میں شریعت زہر کثیر سلام کو

پیشکش فرمایا۔ تو میں نے بھی اسی کو آپ کے اوپر رو کر دیا۔

کلب علی۔ آخر اس میں کون سی برائی یا نہر ملائی تھی۔ جس نے

آپ کو نزول میں ڈالا۔

بنگش۔ دقتِ کنجشکِ حقیقت از برگ و ساز

کہ شود پوشیدہ آں بر عقل باز

میں آپ کے پیشواؤں کے ان تفسیر رازوں سے بھی قناعت

ہوں جو نہایت احتیاط سے چاروں طرف اپنے فداکاروں

کے ذلیعہ اطمینان حاصل کر کے منہ سے نکالا کرتے تھے۔

تو پھر یہ کیا تم نے مجھے بدو عادی ساریں نے بغیر کسی

اضافہ کے اس کو تم پر رو کیا۔

کلب علی۔ کیا آپ کو مذہب نے یہی تعلیم دی ہے۔ کیا آپ کے

قرآن نے نہیں سکھایا۔ (ان بعض النطق اشکر) کہ

لے مسلما تو برسے گمانی سے بچتے رہو۔ چونکہ آپ نے مجھ پر

گمان بد کیا۔ اس لئے اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے اپنے

الفاظ کو واپس لینا چاہیئے۔

بنگش۔ نلی کیا معنی یقین بلکہ حق الیقین سے کہنا ہوں۔ کہ

تم نے بجائے سلام کے سام کا لفظ استعمال کیے

یہودانہ روش اختیار کی یعنی کہ تم پر پاکت ہو۔ تو

میں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ جیسا کہ رسول خدا

نے یہودیوں کو دیا تھا۔ (ما خطہ ہو کافی) وعلیکم لینی

تم پر بھی ہو۔ حالانکہ اکثر مسلمان تمہارے اسلام

سے ناواقف ہیں۔

کلب علی۔ اچھا یہ تو میرا قصور تھا۔ میرے مذہب کا

کیا قصور۔ جیسا کہ آپ نے مذہبی تدریس کہہ کر اس کی

سکھائی بتائی۔

بنگش۔ چند حوالہ جات سے تمکو تمہارے مذہبی مکاتیب سے

آگاہ کرنا ہوں تاکہ تمہارا منہ بند ہو۔ اور ہمارے

برادرانِ دینی کے لئے موجبِ انتباہ ہو۔

دجوانہ اظہارِ اھدی، اقل آپ کے زواہدِ المحاد

میں ہے کہ اگر کسی سنی میت پر کوئی شیعہ ہمارا چاچی

غمازِ جنازہ پڑھے۔ تو ہر نگہبر کے بعد میت پر رحمت

اور نعرین بھیجا کرے۔

ادوم، جامع عباسی کے باب الصلوٰۃ میں ہے

کہ اگر کسی مخالف یعنی سنی کے جنازہ کے ساتھ جانا

پڑے۔ تو اس کے واسطے حسبِ ذیل دعا پڑھا کرے

واللھم اصلح وجوفہ عن النار۔ وقبورہ ناراً

وسلط علیہ الحیات والعقاب یعنی لے

خدا اس رُوحے کا پیٹ آگ سے بھر دے۔ اور قبر کو

بھی آگ سے بھر اور مقرر کر اس پر سانپ پھینک دو۔

بنگش جب کہ تم لوگ اپنے امانوں کے کسی قول پر مطمئن نہیں تو پھر تمہارے ایمان کا کیا ٹھکانہ۔

کلب علی۔ آپ کی بعض باتیں عجوبہ روزگار ہیں شیوہ امر اپنے امانوں کی باتوں پر عدم اعتبار۔ حالانکہ ہم پیغمبروں سے بھی ان کو بڑھ کر جانتے ہیں۔ ہم تو اپنے امانوں پر اس درجہ تک ایمان اور یقین ہے کہ اگر خدا نخواستہ کہیں جھوٹ بھی کہیں تو بھی ہم اس کو سچا یقین کرتے ہیں (لاحظہ ہو کافی ص ۷۳) فجا غلے ما حد ثنا کم فقووا صدق الله و افا جاء خلاف ما حد ثنا۔

فقووا صدق الله توجروا مرتین۔ یعنی امانوں کے سچ اور جھوٹ دونوں پر ہم صدق اللہ کہتے ہیں۔ اور خلاف واقعہ پر دو گنا اجرت کے حقدار بنتے ہیں۔

بنگش سنو اور خوب غور سے سنو۔ (راوا المحاذیج ص ۲۴۷)

ص ۲۴۷ کا۔ اللہ صلی علی رقیۃ بنت نبیک و النعم من اذی نبیک فیہا۔ اللہ صلی علی ام کلثوم بنت نبیک و النعم من اذی نبیک فیہا۔ قریمہ، خداوند رحمت بھیچ اپنے پیغمبر کی بیٹی رقیہ پر اور نعمت کر اس شخص پر جو اس کے بارے میں آپ کے بچا کو آزار دینے کا موجب ہو۔ اور بے حسد و اندازت بھیچ اپنے پیغمبر کی بیٹی ام کلثوم پر۔ اور نعمت کر جو اس کے بارے میں آپ کے بی کو آزار پہنچانے کا موجب ہو۔

راوا، اس سے ثابت ہوا۔ کہ رقیہ اور ام کلثوم دونوں رسول خدا کی بیٹیاں تھیں۔

دوم، اور ہر دلیل حدیث الکبریٰ سے بھی جس طرح کہ حضرت فاطمہ رضی

رسم، اس لئے بھی دلیل حدیث سے تھیں۔ کہ درود اور

سوم۔ وحیۃ المتقین ص ۷۹) نبی کاظم فرمود کہ ہر کہ زندگی ایشان را غواہ از ایشانست و ہر کہ از ایشان است از اہل جہنم است۔ یعنی ہر شخص کے ساتھیوں اہم کاظم کا فرمودہ ہے۔ کہ جو شیوہ بھی یہ چاہتا ہو کہ کسی بھی اس کو بتائیں چند ہزارہ زندگی سے بہرہ اندوز ہوں۔ تو وہ بھی ان کے ساتھ جہنم میں دھکیلا جاوے گا۔ صلی کلب علی! آپ خود خیال فرمائیں۔ کہ جو کچھ مردوں نے زبانوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا اور مردہ کے وارث ہاضمی کی قبولیت سے منکر اور ان کی ہمدردی کے منکر لیکن وہ بد باطن و بد پروردہ جن میں شوق اور اپنے نسب کے پاکیزہ پروگرام پر عمل اور کسی کلمہ کو بجا بہ مسلمان کو مصروف ترین پر زندہ دیکھنے کا روادار نہ ہوتا پھر تباؤ۔ آپ جیسے غداروں پر کیا اعتبار۔

کلب علی۔ نہ ہر زنی زن است نہ ہر مرد مرد

خارج انگشت یکساں نہ کرو!

سب کو ایک لاشی سے لکنا آپ کو نہیں چاہیے۔

بنگش۔ ان مجھے تسلیم ہے۔ جیسا انسانوں کے اشکال مختلف ہیں ویسے ان کے طبائع اور اخلاق بھی ہیں جس جس خلق کا میں قائل اور ان کے طرزِ ادا کی میرے دل میں ہمد ہے۔ لیکن ان کی یہ آزاد خیالی ان میں وجہ سے باہر نہیں۔ یا تو وہ اپنے نہایت تعلیمات سے آشنا ہیں۔ اسیا اپنے امانوں کے تقیہ پر

پوری پوری عامل۔ اور یا قلعہ جدید نے ان کو ایسے

ویسے غرافات سے بے نیاز کر دیئے ہیں۔ پس خدا

(الحکم لکشا) پر دیا جاتا ہے۔

کلب علی ہر کوم ہما کہ آپ ہمارے کسی قول پر مطمئن

نہیں ہیں!



ٹھنڈے دل سے غور اور تدبر کر کے قدم اٹھاؤں گا۔

**بنگش**۔ میں مکر آپ کو بیدار اور آگاہ کرتا ہوں کہ آپ کا مذہب ایک ایسے جادو خانہ کے ساتھ مشابہ ہے۔ کہ جو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اپنے اپنے فطری استعداد کے مطابق اس سے بہرہ اٹھاتا ہے۔ ہوتا ہوا تمام قوتوں اور ذہنی اس سے رحمت ہو کر ایک غول لا بعلم کی طرح علم اور روح انسانی اس سے سلب ہو کر فقط ایک بت بے جان رہ جاتا ہے۔ پھر آپ کو ان اور آپ کا غورو تدبر کیا۔

**کلب علی**۔ نہ کوئی نثارو کسے باتو کار و لیکن جو گفتی و بیلش مبارک اگر تبت ہے۔ تو کوئی ثبوت شیش کیجے۔ ورنہ مجبوراً کہنا پڑے گا۔

”ای طبل بلند بانگ در باطن، سچ“  
**بنگش**۔ ”چرخش بود کہ راید بیک رشود کار“ یہاں پر میں ایک ایسی حدیث جعفری سے آپ کا تعارف کرانے کی کوشش کروں گا۔ کہ جس سے دو فائدے حاصل ہو سکیں۔ ایک یہ کہ آپ کا مصنوعی و جعلی فرعونہ امام صادق صادق نہیں۔ بلکہ قطعاً جھوٹا ہے۔

”دوم ان کے تابعین و ہم نشین ایسے گول نامعقول اور مجہول و عقی و جہول تھے۔ کہ جن کی نظیر سے دنیا قاصر ہے۔“ گوشت پوشش سے سنو اُداس کے نقول لیکر از مجتہد لاہوری تا مدار الواعظین لکھنوی ہر ایک مجتہد

سلسلہ دار فاطمہ۔ قاسم۔ طاہر۔ رقیہ۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی درج ہیں۔ حضرت ابراہیم ابن محمد رسول اللہ صلعم کا کہیں ذکر تک نہیں۔ جو یمن مار پیہ قطیفہ سے مختار رضی اللہ عنہ (اور حیات القلوب مجلس) میں ان ہر دو خواہران فاطمہ رضی اللہ عنہن کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ ثابت اور تسلیم شدہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی تم لوگوں کو تمنا ہے مولوی اور آل ابوطالب و غلا ہے ہیں۔ کہ وہ ہر دو حضرت رسول عیدیت نام نہ تھیں۔ بلکہ دعاؤ اللہ ربیبہ تھیں۔ یعنی دوسرے شوہر سے۔

اے کلب علی۔ از برائے عباس و علی خیال فرمائیں اگر تمہاری بیٹیاں نیزے سامنے دوسرے شخص کی طرف منسوب کی جائیں۔ تو آپ کو کوئی دکھ نہیں پہنچے گا اور تمہاری دل آزاری نہ ہوگی؟ پس میں بھی صدق دل سے آپ شیعوں کی اس مذہبی دعاء میں شریک ہوں۔ کہ خداوند جو آپ کے پیغمبر کا پاک نہاد بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کو غیر کی طرف منسوب کرتے ہوئے آپ کے سرور انبیاء رسول کو آزار پہنچا ہے ہیں۔ ان پر نشت بھیج۔ اور فی الدنک اکاسفل من النار پہنچا دیجو۔ آپ بھی آمین کہہ دیجئے۔

**کلب علی**۔ میں ذرا سوچ سمجھ کر آمین بولوں گا۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی بددعا کی لپٹ میں خود نہ آجاؤں۔

**بنگش**۔ اس میں کیا شک۔ آپ کے منافقین کی اس بددعا میں بڑے سخی سیدنا عثمان زین عفان کی طرف ہے لیکن بھول و حکمت پروردگار وہ سب کچھ چمن طعن صد سال سے آپ کے گروہ لاعین پر گر رہے ہیں۔

**کلب علی**۔ اس وقت میں خود قدرے متفکر ہوا ہوں۔ خدا

اور آل ابوطالب کے تعلیم یافتہ افراد کے سامنے رکھلا ان سے معقول جواب کا مطالبہ کر کے آپ خود اپنا اطمینان حاصل کریں۔ لیکن بدربانی کی بجائے اصلی واقعات کا ردِ عقلی اور نقلی دلائل سے کرنا چاہیئے قبل اس کے کہ میں اسلی معا پر ظلم اٹھاؤں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اماموں کا علم اور درجہ کہاں تک ہے۔ (کافی کتاب الحجۃ ص ۱۵۹)۔

ان الائمہ یعلمون علم ماکان وما یکون و اندکلا یعنی عبیدم شیء چونکہ بحکم قرآن مجید کل شیء ہا کلا و حصہ خدا کی ذات کے سوا ہر ایک مخلوق بلکہ ذرہ ذرہ تک زمین و آسمان میں شیء کے حکم میں داخل ہیں۔ لہذا ثابت ہوتا کہ امام کے علم سے کوئی شے کسی وقت خارج نہیں۔ تمام کائنات پر اماموں کا علم حاوی ہے اس توجیہ کے بعد آدم بر سر مطلب :-

کافی ص ۱۶۰۔ احمد بن سیف التمار قال کنا مع ابی عبد اللہ جعفر جماعتاً من الشیخۃ فی الحج فقال علینا عین فالتمنا یمینۃ و یسیر فام نوا احداً فقلنا لیس علینا عیناً فقال و مررب الکعبہ و رب البیت ثلاث مرارۃ لو کنتم بین الموسیٰ و الخضر لاخبر تھما انی اعلم منھما ولا نبأ تھما ما لیس فیہ لیل ہما کلا ن موسیٰ و الخضر علیھما السلام اعطیا علم ما کان و لم یعطیا علم ما لیکون و ما هو کائن حتی تقوم الساعۃ و قد و زنا لہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وراثۃ یعنی سیف التمار

صحابی امام کہتا ہے کہ ہم ایک جماعت امام جعفر کے ساتھ کعبہ میں بمقام حجر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ امام عالی مقام نے خود ارشاد کیا کہ کیا اس وقت کوئی جا سوس تو یہاں موجود نہیں۔ اس پر ہم لوگوں نے چاروں طرف نظری دورا کر عرض کیا۔ کہ حضور اس وقت کوئی غیر غار موجود نہیں تو فرمانے لگے۔ کہ مجھے قسم ہے رب کعبہ کی اور میں مرتبہ اسی طرح سے قسمیں کھا کر آنخیں بل اٹھا۔ کہ اگر میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر کے ہمراہ ہوتا۔ تو جو آنے والے واقعات تھے۔ ان کو ا دل سے ان تمام امورات پر آگاہ کرتا۔ کیونکہ موسیٰ اور خضر کو گذشتہ زمانے کا علم عطا ہوا تھا نہ اسخندہ زمانے کا۔ اور جو علم اسخندہ زمانے کے متعلق ہے حتی قیامت تک وہ ہم اماموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ چونکہ ہم وراثت رسول علیہ السلام سے ملا ہے نہ اس سے تین امور وضع ہوتے ہیں۔ ایک تنبیہ امام کا دعویٰ علم غیب تأقیات۔ دوم سننے والی جماعت نے اس کو تسلیم کر کے دوسروں کو پہنچانے کا انتظام بھی کر لیا۔ سوم رافضہ کا بھی امام کے کس دعویٰ پر ایمان ہے۔ ورنہ ایسی بے سرو پا حدیث کو کلیتی ہرگز درج نہ کرتے جب لاکہ اس میں امام کو بجائے صادق کے کاذب ماننا پڑیگا۔ اور نیز مجمع ملتہین یعنی سننے والے سارے کے سارے کسند ذہن تھے۔ اور محدث صاحب مصنف کتاب کلیتی نے تو گویا ایمان رافضہ کو سخت اثری تک پہنچانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔

اغراض اطل بہ اگر ائمہ شیعہ وقتی علم غیب ما کان و ما لیکون کے مالک ہوتے۔ تو کیوں اپنے حاشیہ

نشیوں سے درخواست کرتے۔ کہ دیکھو کہیں طاریں  
تو نہیں۔ صادق صاحب جب آپ کو اپنے گھر کی  
چار دیواری کا علم نہیں تو پھر موسیٰ اور خضر کو اپنے  
سے کچھ یا یہ ثابت کرنے کے لئے قیامت تک علم  
غیب کا معنی بنا کر کس قدر خندہ آفرین ہے۔

۵۔ تو کارِ زمین را نیکو ساختی  
کہ با آسمان نیز پرداختی

دوم :- صادق صاحب کے دعاوی کا طوفاً فقط  
اسی حدیث پر منحصر نہیں۔ اس کے متصل ہی  
فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَا عَلَمَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ  
(۱۱) وَلَا عَلَمَ مَا فِی الْجَنَّةِ (۱۲) وَلَا عَلَمَ مَا فِی الْاَنَارِ  
وہی وَلَا عَلَمَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ یعنی را، زمین  
اور آسمانوں میں جو کچھ ہوتا ہے۔ ان پر ہم کو عبور حاصل  
ہے۔ (۱۳) اور جو کچھ جہنم میں ہے اور آسمانوں میں جو کچھ  
دوزخ میں ہے ان پر بھی مجھے علم ہے۔ رہی گئے  
زمانے اور آئندہ زمانے میں جو واقعات و  
حادثات ہونے والے ہوں۔ اُن سب پر میرا  
علم حاوی ہے۔

اور پھر کسی جاسوس کی نسبت اس قدر اقلیاد  
سے کام لینا باوجود ایسے بھاری دعویٰ کے  
کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔  
سوم :- کیا سننے والوں میں ایک شخص بھی صاب  
وقوف نہ تھا۔ کہ نرم الفاظ اور تہذیب کے  
ساتھ امام صاحب پر رد کر کے اپنی عقلمندی کا  
ثبوت دیتے۔ گویا وہ اندر بعد میں آنے والے سرے  
اس آیت کے مصداق تھے۔

"اَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ شَدِیدٌ"

لیکن اماموں کو اتفاقات سے ایسے ہی دماغ  
سوخنے لگ میسر تھے۔ جن کو سوائے جملتِ خدا کے  
قربانت شوم کے علاوہ کسی قسم کا کلام نہ کیا جوا  
عن مردوں نہ کرنا آتا ہی نہ تھا۔ پس آمنا و صدقنا  
کے سوا نہ کسی حقولیت سے سروکار نہ کسی دجس  
اعتراض اور کتہ چینی کی جرأت ہے۔

اعتراض چہارم : شیعہ مجتہد امام محمد بن رافضہ یعقوب  
کلینی نے باب تو قایم کیا اماموں کے علم غیب کا کہ  
وَلَا یُخْفِیْ عَلَیْہِمْ شَیْءٌ لِّکِنِّ سَاقِیْہِ مُتَّصِلٌ بِوَحْیِ  
حدیث درج کی۔ وہ اوپر تحریر کی گئی ہے۔ جو  
سراسر غلط ثابت ہوتی ہے۔ میرے کلب علی جب آئیے  
بڑے بڑے باران دیدہ صحبتہائے آئینہ سے فیض یافتہ  
لوگوں میں تدبر اور فکر کا مادہ نہ تھا۔ اور ان کی

کھوپریاں درایت اور ذہانت سے بے بہرہ تھیں  
جھوٹ اور سچ کی قوت ممیزہ سے خالی تھیں۔ نہ  
فقط عوام بلکہ خواص علم بردارانِ علم سے بھی خدائے  
قادر وقاہر نے امتیاز چھینا تھا۔ اور ہے پس  
تم کیا پڑی اور کیا پڑی کا شہد کہیں شمار و قطاریں۔

کلب علی - اچھا اس وقت تو میں آپ کو کوئی حقول جواب  
دینے سے قاصر ہوں۔ لیکن ہے مہارے مجتہد ان کے علم  
علیم ہصام و مقام حویلیہ تراشی میں بدِ طوبی لکھتے  
ہیں کسی مسکت جواب سے آپ کی ضیافت  
فرما کر ہم کو جوہر شش و پنج سے نجات بخشیں۔

بنگش - خدا کرے کہ آپ کو بھی ابوطالب کی طرح حسن  
عاقبت نصیب ہو۔ اور مجھے یہ کہنے کا موقع ملے  
اِنَّکُمْ کَلْبٌ عَلٰی حِسَابِ الْجَمَلِ وَ عَقْلٌ بَیْدٌ  
مَّا تَدْعُوْنِیْ (عشرین)۔

**قسط:** مضمون بالا میں شیعوں کے مزعومہ امام کے متعلق شیعوں کے خرافات کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔  
 دوسرے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی سہارے دل میں خاص قدر و منزلت ہے۔ حضرت مودع کا دین  
 ایسے دعاوی سے پاک تھا۔ شیعوں راویوں نے ایسے بے سند قصے آپ کا طرف منسوب کر کے اپنا خانہ ساز مذہب  
 ایجاد کیا ہے۔ (مدیر)

## تشرک و امتنان

ماہ جنوری میں حسب ذیل اصحاب نے حزب الانصار کی اعانت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا :-  
 ان رقوم میں چندہ ارکان شامل نہیں۔

اے۔ بی محمد سعید محمد شریف صاحبان کلکتہ علیہ۔ محمد شریف صاحب خواجہ لورالائی علیہ۔ بابو محمد جیا  
 صاحب بھیرہ علیہ۔ ملازبان پوپس تھانہ میانی علیہ۔ خان بہادری شیخ منیر حسین صاحب بھیرہ علیہ۔ مولانا زبیر  
 صاحب عاقل شاہی میسور علیہ۔ میان محمد عظیم صاحب پراچہ بنار علیہ۔ مولوی محمد بخش صاحب کیم شکر علیہ۔  
 جان محمد صاحب کچرو ملک سندھ علیہ۔ سید مقبول شاہ صاحب سرگودھا علیہ۔ ملک حبیب اللہ صاحب جٹ علیہ۔  
 چندہ بدریہ قاضی عبدالغفور محمد اکرم و سلطان محمود طالب علمان دارالعلوم عزیز علیہ۔ سید محمد شریف  
 صاحب شاہدہ للہ علیہ۔

حسب ذیل اصحاب نے جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا :-  
 مولوی عبدالرحمن صاحب ۱۔ مولوی حکیم محمد زبیر صاحب صدر شاہ پور ۲۔ حاجی فیض محمد صاحب لغاری ۱۔  
 قاضی عبدالغفور صاحب اراضی ۳۔ چوہدری نصرت حسین صاحب ڈوبہ ٹیک سنگھ ۳۔ حاجی محمد ورد  
 خان صاحب ساکبہ ۲۔ قاضی فقیر محمد صاحب کراچی ۱۔ جن اہم اللہ خیر الخیر \*

## تقیید

**اہل میگزین:** اس نام کا ایک ماہنامہ طبی رسالہ بریتنی جناب حکیم علی محمد خان صاحب  
 بمبئی سے شائع ہو رہا ہے جس کے دو نمبر غرض ریویو میں موصول ہوئے ہیں۔ طباعت و کتابت اور کاغذ کی نفا  
 و پاکیزگی مضامین کی ترتیب اور اعلیٰ مقاصد کے لحاظ سے دینی طب کی شاندار خدمت سر انجام دے رہا ہے موجودہ  
 زمانہ میں دینی و اسلامی طب کو فروغ دینا اور اسے مغربی سبیل سے محفوظ رکھنے کی جدوجہد میں حصہ لینا ایک سارک  
 و قابل تحسین امر ہے۔ یہی جیسے شہر میں دینی طب کی عظمت کا ڈھنڈو پٹنے کے قابل فخر شرف اس رسالہ کے قابل مرہبت کو  
 حاصل ہو چکا ہے صفحات ۵۰۔ سائز ۲۶×۳۶۔ سالانہ چندہ علیہ۔ نئے کاغذ۔ غیر اہل میگزین کو کٹھا ملے گا۔ بالمقابل جبرل پوسٹ ٹیکس  
 لدی بندر۔ بمبئی پتہ ۱

# میرائے قادیان اور عجیبان نبوت

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

اشاعت گذشتہ میں دلائل قرآنی کی روش سے ثابت کیا گیا تھا کہ دولت و ثروت کو معیار صداقت قرار دینا قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ آج کی اشاعت میں ہم ثابت کرتے ہیں کہ اکثر کاذب دعویداران نبوت عیش و کامرانی کے ساتھ اپنے اپنے مقاصد میں میرزائے قادیان کی طرح کامیاب ہوئے۔ قارئین ذیل کے نقشہ سے چند ایسے مدعیوں کے حالات معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ تمام اپنے دعاوی میں کامیاب ہوئے اور ۲۳ سال سے نرا بدعت تک اپنے دعاوی کی تبلیغ میں منہمک رہے۔

ترتیب	نام	دست عمر	تبلیغی عمر	مختصر حالات
۱	ہمایون اللہ ایرانی	۱۸۱۶ء ولادت ۱۸۹۲ء وفات عمر ۷۶ سال	۱۸۵۳ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس لئے ۳۹ سال تبلیغ کرتے رہے	اس مذہب کے پیرو دنیا میں لاکھوں کے قریب بتائے جاتے ہیں۔ دہلی سے اس مذہب کا ایک رسالہ کوکب نکلتا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں ہمایون اللہ کے لاکھوں پیرو موجود ہیں۔ ہمایون اللہ نے دعویٰ کیا تھا کہ میں وہ ظہور اعظم ہوں جس کی بشارت تمام انبیاء نے دی تھی۔ اس کی متعدد تصانیف کتابتِ قدس والواح وغیرہ موجود ہیں۔ اس نے مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ ۳۹ سال کی تبلیغی عمر یا کر ۷۶ سال کی عمر میں طبعی موت سے مرا۔
۲	صدیق جن بشیر	۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا ابھی زندہ ہے	۱۹۱۲ء میں ماہور من اللہ ہونیکا دعویٰ کیا کہ وہ چلتے ہیں۔	اس کے پیرو علاقہ دکن میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں۔ یہ ظہور صاحب دعی ہونے کا مدعی ہے۔ اس کا اصلی وطن گدک علاقہ حیدر پور ہے۔
۳	احمد نور کاہلی قادیان	بڑھا آدمی ہے۔ ابھی زندہ ہے	اس کو دعویٰ کئے ہوئے ۱۰ سال ہو چکے ہیں۔	قادیان میں سرمہ فروشی کرتا ہے۔ میرزائیوں میں سے چند شخص اس کے متفق بن چکے ہیں۔ اس کا رسالہ لکل امنہ اجل شائع ہو چکا ہے جس میں یہ اپنے آپ کو نبی ظاہر کرتا ہے۔

(۴)	عبد اللطیف گناپور ابھی زندہ ضلع جالندھر موجود ہے	۱۹۰۰ء میں اپنے نبوت کا دعویٰ کیا تیس سال چکے ہیں	اس کے مریدوں کی بھی جماعت بن چکی ہے چشمہ نبوت کے نام سے پانچ سو صفحہ کی کتاب اس نے تالیف کی ہے جس میں اپنے معجزات درج کئے ہیں۔
(۵)	عبد اللہ تیما پوری ہے۔	۱۳۲۲ھ سے مدعی نبوت ہے۔ دعویٰ کئے ہوئے ۲۹ سال ہو چکے ہیں۔	اس کے متبعین کی بھی کافی تعداد دکن میں موجود ہے۔ اس نے اپنی کتاب محکمہ آسمانی میں میرزائیوں کو چیلنج دیا تھا کہ... آیت لوقول کے تحت میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں ۳۳ سال سے زیادہ تبلیغی عمر پار کرنے دعویٰ نبوت میں کامیاب ہو کر اور ایک جماعت یا سلسلہ محمدیہ قائم کر چکا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو آیت لوقول کے مطابق میری قطع و تین ہو جاتی۔ میرزائیوں نے اس کے چیلنج کا آج تک جواب نہیں دیا۔ جبریلہ شمس الاسلام ۳۲ میں بھی اس کا چیلنج درج کیا گیا تھا۔ مگر میرزائی حلقوں میں کامل سکوت طاری ہے۔
(۶)	ابو منصور بانو فرقہ منصورہ مدعی نبوت وراثت	۶۷ سال میں سال کی عمر میں دعویٰ کیا ۳۷ سال تک دعویٰ کو فروغ دینا شروع کیا ۱۳۵۵ھ میں مارا گیا۔	ملاحظہ منہاج السنہ۔ اس کے لاکھوں مرید مہٹے ۶۳ سال سے زیادہ تبلیغی عمر پائی۔ ایک مستقل فرقہ کی اس نے بنا ڈالی۔
(۷)	محمد بن تورٹ مدعی مہدیت	۸۰ سال ۶۳ سال تبلیغ کیلئے مہلت حاصل کر کے اپنی طبیعت سے مرا	ملاحظہ ہو تاریخ کامل۔ اس کے مریدوں میں عبداللہ ونشریسی سے ملکار عالم شامل تھے۔ اس نے یہاں تک فروغ حاصل کیا۔ کہ اپنی سلطنت قائم کر لی۔
(۸)	عبد المؤمن	-- --	۳۳ سال میں تورٹ کی خلافت کی ادراپی طرف لوگوں کو دعوت دی ۱۳۵۵ھ میں اپنی نبوت مرا

(۹) صلاح بن ولید ملی موت	۴۷ سال ۱۲۶ھ سے ۱۶۰ھ تک	ملاحظہ ہو۔ ابن حنبلہ دن۔ اس نے ایک حدیث بیان کی ہے بنایا تھا۔ اکیس کا میاب تھا کہ اس نے زبردست سعادت قائم کی اور اس کے خاندان میں کئی نامور بادشاہ ہوئے۔
-----------------------------	---------------------------	---

اسی طرح علیہ السلام مہدی صاحب افریقہ شیروہ ابن سبیحی۔ شہاب ابن سحان تیمی یقین۔ ابو عطاء اسدی۔  
احمد کمال۔ محمد جون پوری۔ حاکم بامر اللہ وغیرہ کئی مغتری ایسے گذرے ہیں جو افراتعالی اللہ کے باوجود بھی عربی پاکر  
دولت و اقبال کی زندگیاں بسر کر کے دنیا سے رحلت ہوئے (باقی آئندہ)

## عیسائیت مقابلہ میں اسلام کی شاندار فتح

فدائے ملت حضرت خواجہ ثالث غریب قبچوقا محمد ضیا الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالوی کو جس قدر خصوصیت  
کے ساتھ ترویج عیسائیت میں مہارت حاصل تھی۔ اس کی نظیر وہ دوسرا ضرور میں نہیں ہے۔ حضرت مرحوم نے کئی مشہور  
پادریوں سے منظرے کئے۔ الحمد للہ کہ ان جناب کے جانشین صحیح معنی میں (الولد سیر لاجنیر) کے مصداق بنے  
حضرت مرحوم نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے کو بھی فرمایا تھا کہ میں تم کو علوم تعلیم کے علاوہ علوم عقیدہ کی اس لئے تعلیم  
دلا رہا ہوں تاکہ میں تم سے ترویج عیسائیت کا کام لے سکوں۔ الحمد للہ کہ آپ کی یہ فرض بھی پوری ہو گئی۔  
۱۸ جنوری ۱۹۲۲ء کو تقدس تاب حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کو مکہ فوج خان میں  
تشریف لے گئے جو سیال شریف سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ شرقی جنوبی سمت میں واقع ہے۔ یہاں  
ایک پادری بنام ایم۔ ایم۔ برون مع اپنی لیسڈی و تین عیسائی مبلغوں کے کئی دن سے بنگلہ سکواہی میں  
ترغیب عیسائیت کی تبلیغ کر رہا تھا۔ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ نے پادری سے گفتگو کرنا پسند  
فرمایا۔ اس مبلغ باطل کو مبلغ حق نے اپنے مواعظ حسنہ سے ایسے انداز پر تبلیغ فرمائی کہ پادری نہ کور کو یہ تسلیم کرنا  
کرنا پڑا کہ واقعی یہ توحیدیت محرف و مبدل ہے۔ نیز پادری صاحب اس بارہ بھی سخت مجبور ہوئے کہ عیسائی کو چونکہ  
انجیل میں (حاکم برہن) لفظی ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت کی گئی ہے کہ جو اپنے خدا کو لفظی کہے اپنا  
بوجہ آپ اٹھاتا ہے۔ اس سے مسئلہ کفارہ کی مٹی اڑادی۔ نیز بائبل کی رو سے مسلمانیت کی حقیقت بھی  
کھول دی گئی۔ اٹھائے گفتگو میں پادری صاحب کتابوں کا بستہ بغل میں دبا کر بھاگ نکلے۔ اس شاندار کامیابی پر مسلمان  
علاقہ کے دلوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور پادری صاحب اپنے سن میں سخت ناکام رہے۔ ناظم جامعہ اسلامیہ سیال شریف





ساتھ آراستہ ہو کر تمام مذاہب کے فکار نے پرتل چکے ہیں۔ اس کے پاس لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ کے صیانت خانے اور لائبریریاں ہیں جن سے وہ مذہبیت کی روح فکار نیکالام لے رہا ہے۔ اس کی جانب سے ہزاروں کی تعداد میں نہایت قابلانہ اور دلچسپ تصانیف و اگلی نتائج ہوتے رہتے ہیں۔ جن کا مقصد وحید صرف استیصال مذہب ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی ہر ایک تان مذہبیت کے استیصال پر ٹوٹی ہے۔ فلسفہ ہو یا تاریخ سب سے وہ ایک نتیجہ نکال رہا ہے۔ اگر وہ مذہبی عمارت کی تخریب کے لئے اپنے پاس فلسفہ و تاریخ وغیرہ کی بشارتیں رکھتا ہے تو اسی طرح قصہ دین و ملت کے ڈھانپنے کی خاطر قرآن کریم و حدیث نبویؐ اور ان کے تراجم و تفسیرات کا کافی ذخیرہ اپنے پاس بھی رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ مذہب کو مذہبی ہتھیار سے شکست دینا چاہتا ہے۔ ان تمام اسباب و آلات و سرمایہ کے باوصیف قابل ترین ارباب قلم کی بھی ایک فوج اس کے پاس موجود ہے۔ جو اپنی تقریر و تحریر کی سحر آمیز ریل اور جب دونگا ریل کی بدولت جذب مقناطیس کا حکم رکھتی ہے۔ اور نہ صرف سیڑھی سا دھڑکی بھولی بھالی مخلوق کو بلکہ نہایت دانشمند اور متلانی روزگار تان کو اپنے مذہب الحاد کی طرف کھینچ رہی ہے۔ یہ فوج درحقیقت تمام ارباب مذہب میں پیدا کی گئی ہے۔ اور کثرت کے ساتھ ہر ایک مذہب میں موجود ہے۔ اس کا ظاہر مذہب ہے۔ اور اس کو دہریت ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں جو اس کے افراد ہیں۔ وہ تقریباً مذہب کی تمام ظاہری پابندیوں سے بھی آزاد ہو چکے ہیں۔ صرف مسلمانوں کے پھانسنے کے لئے ایک نام اسلام کا قسمہ لگا رکھا ہے جس سے وہ بہت ناجائز فائدے اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ ناجائز فائدے ان کو بھی میسر نہ ہوتے اگر نام کا قسمہ بھی کٹ چکا ہوتا۔ اس وجہ سے اس قسمہ کو باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ورنہ ان کا ظاہر باطن پوری زندگی اور ہر ایک ادا فریضہ اور دہرمانہ ہے۔ اور ان کا ہر ایک طرز عمل الحاد و زندقہ اور تمام شعائر اسلام سے نفرت کی دعوت لے رہا ہے۔ یوں تو تمام مذاہب اس دہریہ جماعت اور ولادگان تہذیب جدید کے تختہ مشق ستم ہیں اور جمیع انبیاء علیہم السلام کا دین و شریعت دنیا سے ناپید کرنا ان کا نصب العین ہے۔ لیکن مذہب اسلام پر خصوصیت کے ساتھ ان کی نظر کرم ہے۔ جو تیر ان کے ترکش سے نکلتا ہے۔ اس کی زوال اسلام پر پڑتی ہے۔

ہر بلائے کز آسمان آید خانہ انوری ہمیں پرسد

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام دین اور جملہ صداقتوں کا حامل صرف اسلام ہے۔ آج نہ کوئی خالص ابراہیمی ہے نہ اسمعیلی۔ نہ موسوی ہے۔ نہ عیسوی۔ بلکہ حقیقی طور پر سب محمدی ہیں جو محمدی ہے وہ ابراہیمی و اسمعیلی بھی ہے۔ موسوی اور عیسوی بھی ہے۔ اور جو محمدی نہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے دین سے علیحدہ و دور خارج ہے۔

نام احمد نام جملہ انبیاء است  
چونکہ صد آمد نود ہم پیش راست

آخر مجھ کو دین اور سیدنی میں جنگ ہے۔ اور دونوں حریف نبرد آزما ہو چکے ہیں۔ تو سیدنی کے تیر کا ہدف صرف اسلام ہو گا۔ کہ یہی جملہ ادیان کا حاصل ہے پس سیدنی جہاں کہیں بھی ابھر گی اس کی پہلی زد اسلام پر پڑے گی۔ اس واسطے دین اور سیدنی کی جنگ واقعی و باطل کی جنگ و حقیقت محمدی اور اتحاد کی جنگ ہے۔ آج باطل نام ہے لا محمدی کا اور حق نام ہے صرف محمدی کا۔ لا محمدی کا اصلی حریف صرف محمدی ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے تمام ارباب باطل کے ملے جب ہوتے ہیں تو اسلام ہی پر ہوتے ہیں۔ اور اسلام سب ادیان باطلہ کے مقابلہ میں صرف ایک سر در تنہا سب جھلن کو روکنے والا ہے۔

تنہا تیر کے اقبال سے ششیر کف ہوں

سب ایک طرف جمع ہیں میں ایک طرف ہوں

آج اسلام کا حریف انتہائی عروج پر پہنچ چکا ہے۔ اور وہ اپنے پر عرب ساز و سامان سے اسلام کو فنا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں ایسی قوت و اتفاق کے ساتھ اسلام کو کسی میدان میں اُترنا چاہیئے۔ موجودہ اسلامی پرانگندہ اور منتشر ادارے اس زبردست حملہ کا جواب نہیں ہو سکتے۔

وای جنگ میں درکار ہیں اب جوش و خروش - یاں دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ روا ہے

دیرانے پر آشوب ہے اب بیچ میں حیاں - اور بیٹھ کے کھڑا تو یہاں قصہ شناس ہے

اس کے لئے ضرورت ہے کہ ایک عظیم الشان جامع مرکزی ادارہ قائم کیا جائے کہ جو تبلیغ اور محافظت دین کے تمام ضروریات پر مشغول ہو۔ اور اس کے چلانے کے لئے قابل ترین علماء و ارباب قلم کی ایک جماعت مہیا ہو۔ تب کہیں مشکل یہ کام اتمام کو پہنچ سکے۔

ایک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیشم عشق - رکھی ہے آن لذت زخم جگر کھلاں

جب حکومت نہیں اور اس قدر زور و دست نہیں جو اسلام کے حریف (الحاد و دہریت) کے پاس ہے۔ تو اس کا اسی شان کے ساتھ مقابلہ عزیز ممکن یا کم از کم دشوار اور بہت دشوار ہے اور اس کا ارادہ تمام لوگوں کی نظروں میں ایک خیالی خام اور تسنیر لائی ہوئی سے کم نہیں۔ لیکن اس کے آپ حضرات کے سامنے نہایت جرأت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر بیروسہ کرتے ہوئے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک جامع اور اسلامیہ کا قیام مدارسیاں شرعیہ میں ہونا چاہیئے کہ جو تبلیغی مہم اور محافظت دین کو اتمام تک پہنچائے۔ اور اشاعت اسلام کے لئے وہی تمام وسائل عمل میں لائے جو حریف اسلام (دہریت و الحاد) اپنی اشاعت میں اختیار کئے ہوئے ہے۔ عزم راسخ اور اس پر توکل علی اللہ سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے۔ یہ دولت اگر حاصل ہو گئی تو سمجھئے کہ تمام وسائل مہیا ہو گئے پھر باقی کی کوئی دہر ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں اس کا کڑا ہے۔ لا یشیئہ معہ اللہ لا الہ الا اللہ تعالیٰ و انہ یومون بالجزم کے متعلق قرآن کریم یہ فرمایا ہے کہ اذا عزمتم فتوحا لعلی اللہ دیکھئے عزم کے یہی تعلق حق تعالیٰ پر پھر وہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ جن کا ساق مطلب یہ ہے۔ کہ عزم کے جملہ مشکلات دور کرنے کے لئے اہتمام

کافی ہے۔ پس مزد ہے۔ کہ جو نیک کام اس کے ماتحت ہوگا۔ اس میں کامیابی کی امید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام تذبذب و مایوسی کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ بلکہ اس کو کفر قرار دیتا ہے۔ اور دشوار سے دشوار امر پر عزم کرنے سے نہیں روکتا بلکہ توکل کی تعلیم دے کر اس کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ آج و بال الحاد جب اس ساز و سامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہے۔ تو اسلام ہی کی تعلیم کے ماتحت اسی شان و ساز و سامان کے ساتھ۔ اس کے مقابلہ کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے عزم بالجزم کرتے ہیں۔ ہمارا کام صرف عزم کرنا ہے۔ اس کو کامیاب بنانا خدا کے تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم کو صرف وہ انجام دینا ہے جو ہمارا فرض منصبی ہے اور اس کے متعلق کامیابی کی امید رکھنا ہے۔ اس کے اتمام کے متعلق گفتگو اور بحث و تمحیص میں وقت مناسف کرنا نہیں چاہیے۔ کہ اتمام خدا کے تعالیٰ کا کام ہے۔ اس میں مداخلت ہمارا فرض منصبی نہیں ہے۔ ہم دعویٰ اتمام نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمت و حوصلہ کے ساتھ کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے چاہا تو سب کچھ حاصل ہو جائیگا۔

سرد و فز و جدو حال ہو جائیگا سب پیدا

مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا

اگر دنیا میں کوئی عقدہ و مشکل ہے تو وہ صرف مایوسی و پست ہمتی ہے۔ ورنہ ہمت اور عقدہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ سے ہمت کرے ان تو کیا ہو نہیں سکتا۔ وہ کونسا عقدہ ہے کہ جو وہا ہو نہیں سکتا۔ اگر آج ہم متکبر، بحبل اللہ اور اتفاق و اتحاد کو اپنا شعار بنالیں تو تمام مشکلات کا خود بخود خاتمہ ہو جائے۔ جن اوصاف نے قرن اول (عہد صحابہ) کو کامیاب بنایا۔ اگر وہی ہم اختیار کریں تو وہی کامیابی پھر عود کر آئیگی۔ حق تعالیٰ وہی ہے۔ اور اس کا در فیض جس طرح پہلے کشادہ تھا۔ اسی طرح اب بھی کشادہ ہے۔ لیکن ان اوصاف کے فقدان کی بدولت ہم میں قبول فیض کی صلاحیت نہیں رہی۔ پہلے اتفاق و اتحاد تھا۔ ہمدردی و غمخواری تھی۔ متکبر بحبل اللہ تھا۔ غیرت دینی و مذہبی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب تمام قوم تمام قوم کی مددگار تھی۔ اس کا ایک مشترک بیت المال تھا۔ جو سب کی دینی و دنیوی ضروریات کا کفیل تھا۔ اسلام پر ہمارے وقت کام آتا تو بیت المال۔ ضرورت پر قرض دیا جاتا تو بیت المال۔ مسکین و یتیم و بیوہ اپنے کامیاب تھا تو بیت المال۔ اور جبکہ وہ سب کی ضروریات میں کام آتا تھا۔ تو سب اپنے صدقات و خیرات و عطیات اور مال غنیمت کا خمس و پیداوار زمین کا عشر اسی میں جمع کر دیتے تھے۔ اس تنظیم و باہمی معاونت و ہمدردی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شروعات و دولت مسلمانوں کے قدم چومنے لگی۔ اور ان کے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ وقت جنگ جین میں اس قدر دولت تقسیم کی۔ جن کا تخمینہ ساڑھے بارہ کروڑ روپیہ راجہ اوقت کیا گیا ہے اور ہجرت سے بائیس سال بعد قیصر و کسریٰ کی دو عظیم الشان سلطنتوں کا خاتمہ کر دیا۔ جب تنظیم و اتفاق اور اقامت بیت المال ایسے عظیم الشان نتائج پیدا کر سکتی ہے تو جو مقصد پیش نظر ہے وہ ان نتائج سے ہر جہاں پست و کمتر ہے۔ وہ کیوں کر تنظیم سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج مسلمانوں سے

نعمت اتفاق سلب ہو گئی ہے۔ مگر شقاق و اتفاق کی مصیبت برپا ہے۔ کثرت سے فرقہ بندیاں ہو گئی ہیں۔ ایسے حالات میں تنظیم کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ لیکن تمام مسلمانوں کی تنظیم اور ان کا باہمی اتفاق اگر شکل ہے تو ایک محدود حلقہ کی تنظیم کو کہوں مانتے دیا جاوے۔ یہ صحیح ہے کہ متوسلین آستانہ عالیہ سیال شریف کا حلقہ نسبت نہایت محدود و مختصر ہے۔ لیکن پھر بھی حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر ہے کہ اگر وہ پورے طور پر منظم ہو جاوے تو جو مقصد پیش نظر ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔ بڑے کاموں کی بنیاد ہمیشہ مختصر جماعت کے ہاتھوں سے قائم ہوتی چلی آئی ہے اور جبکہ یہ سنت مسموۃ الہی ہے تو میری یہ توقع کسی طرح بجا نہیں ہے۔ بناءً علیہ میں تمام متوسلین دوبار سیال شریف سے خصوصاً اور تمام مسلمانوں سے عموماً اپیل کرتا ہوں کہ وہ منظم ہو کر اس عظیم الشان مقصد میں میرے شریک کار ہو جاویں اور اپنے مفید اور قیمتی مشوروں سے میری امداد کریں۔ اس جامعہ کا دستور العمل اور تفصیلی ضوابط و قواعد مجلس عاملہ بعد میں ترتیب دیں گے۔ و آخر وعواناً ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

## باب الاستفسار

ماہ جنوری کے رسالہ میں جو استفسارات درج ہوئے تھے۔ ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

**جواب نمبر ۱۔** شیعہ و سنی ہر دو مذاہب کا یہ متفقہ فیصد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہر سہ خلفائے راشدین کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مستحق خلافت سمجھ کر اپنی رضا سے ان کی بیعت کر لی تھی۔ مگر شیعہ کہتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ کے در سے ان کو روئے تقیہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔ اور تقیہ کی بنا پر ہی ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ ان کے مشیر بھی بنے رہے۔ مگر پردہ ان کے سخت مخالف تھے۔ اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ میں اسد اللہ الغالب فارح خیبر رضی اللہ عنہ ان الزامات سے پاک اور مبرا ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران ۱۳۵۰ھ و ۱۳۵۱ھ۔ روشہ کافی مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۵۱ھ۔ جلاء العیون اردو جلد اول ۱۳۵۰ھ و حملہ حیدری وغیرہ۔

نوٹ:- بقایا سوالات کے جوابات اشاعت آئندہ میں درج ہوں گے۔ علمائے کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی اپنی تحقیق سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں۔

## حزب الانصار کا سالانہ تبلیغی دورہ

دیہات کے دور افتادہ غریب و جاہل مسلم آبادی کو اصلی حقیقی اسلام سے روشناس کرنے اور ان میں

صحیح اسلامی بیداری اور جدہ البقاء کے لئے دعوت عمل کی غرض سے حزب الانصار کی طرف سے تبلیغی وفد عراق شمال  
المکرم ۱۹۸۵ء سے دورہ کر رہا ہے۔ مولانا مولوی نعیم احمد صاحب بکوی امیر حزب الانصار کے ہمراہ مولوی  
منیر شاہ صاحب خوشابی و مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی علاقہ جھادریاں کا دورہ کر چکے ہیں۔ سدا کہوہ۔  
بوگنہ سرخوہ۔ بچک مارواس۔ کہوٹ۔ پچانی و جھادریاں میں آٹھ شاندار تبلیغی جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ وفد کے دورہ  
کا پروگرام ٹیڑھ ماہ کے عرصہ میں اختتام پذیر ہوگا۔ ضلع شاد پور۔ ضلع ملتان۔ ضلع لائل پور اور ضلع جہلم  
کے متعدد مرکزی مقامات پر اس عرصہ میں حزب الانصار کے زیر اہتمام تبلیغی جلسے منعقد ہوں گے۔ اثنائے  
دورہ میں کسی قسم کے چنہ کی اپیل نہیں کی جاتی۔ اس دورہ سے مقصد صرف اصلاح مسلمین و تبلیغ احکام  
اسلام ہے۔

## پنجاب کے آرمیٹروں کے سوالات

قسط ششم  
(بلسلہ اشاعت گذشتہ)  
(ایک نومسلم کے قلم سے)

۱۲۶۔ دیانند صاحب نے سندھیا ہونے کرنے (خدا کی بندگی کرنے) کا جو طریقہ ستیا رتھ پرکاش کے ہاتھ  
پر لکھا ہے۔ وہ طریقہ عالمگیر اصول نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر کڑی خرچ کرنا پڑتا ہے اور سالانہ  
سندھیا ہونے کرنے کے برتن بنوانے پڑتے ہیں اور آگ جلائی پڑتی ہے جو سخت تکلیف دہ ہے۔  
غریب آدمی تو خرچ کے مارے سندھیا ہونے نہیں کر سکتے۔ مڈل کلاس والے آدمی کا تو سندھیا  
ہونے کرنے سے دیوانہ نکل جائیگا۔ باقی رہے دو لغت آدمی وہ تکلیف کی وجہ سے سندھیا ہونے  
کرنے کا نام بھی لینا مہیا پا پ سنبھتے ہیں۔ اسی سے ثابت ہے کہ سندھیا ہونے کرنا عالمگیر  
اصول نہیں ہے۔

۱۲۷۔ دیانند صاحب ستیا رتھ پرکاش کے صفحہ ۱۸۸-۲۵۲ پر دیوید کا منتر لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی تعلیم حاصل کرنے  
کیلئے یا تجارت کرنے کیلئے یا مافری پر باہر جائے تو اس کی عورت اپنے مذہب شوہر کی غیر حاضری میں دوسرے  
غیر مرد سے نیوگ کرائے۔ اولاد پیدا کرے۔ مزید برآں یہ کہ اولاد نہ پیدا ہونے کی حالت میں بھی مرد اپنی  
عورت کو کہے کہ "اے پران پیاری نیک بخت عورت مجھ سے تم کو اولاد نہیں پیدا ہوتی ہے تو میں تجھے کو خوشی  
سے اجازت دیتا ہوں کہ جاؤ کسی دوسرے نوجوان سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرو" مزید برآں تعجب یہ کہ اس  
استری کو دیانند صاحب گیارہ غیر مردوں کیساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرنے کی آگیا دیتے ہیں۔ کیا کسی شریف انسان  
کا دل نیوگ کے ایسے منتروں کو قبول کر لیا؟ شریف انسان تو درکنار نیچ سے نیچ بھنگی بھی اپنی عورت کو غیر مرد  
سے صحبت کرنے کے لئے ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتا؟  
(باقی آئندہ)

## گلدستہ اخبار

**سیال شریف**۔ جامعہ اسلامیہ کا افتتاح ۱۵ رشتوال الحکم سے ہو چکا ہے۔ مولانا منتخب الحق صاحب گورکھپوری صدر مدرس مقرر کئے گئے ہیں۔

حکیم علی محمد صاحب دہلوی اپنے دوا خانہ و طب کی نگہداشت کے لئے عارضی طور پر مجبئی تشریف لے گئے ہیں۔

**بھیرہ**۔ رمضان المبارک کی تعطیلات کے بعد ۱۵ رشتوال کو دارالعلوم عربیہ کا افتتاح ہوا۔ مولانا عبد الحمید صاحب کھٹیاوی صدر مدرس مورخہ ۱۶ رشتوال تشریف لائے۔ پندرہ

جاری طالبان علوم عربیہ داخل ہو چکے ہیں۔ دارالعلوم میں اعلیٰ علوم معقول و منقول کی تعلیم کے علاوہ طلبہ کو تحریر و

تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے۔ بچوں کے لئے ابتدائی تقسیم روزشت و خواندہ کا انتظام بھی موجود ہے۔ قرآن مجید کی

تعلیم و حفظ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سال سترہ طلبہ قرآن مجید کے حفظ سے فارغ ہوئے ہیں۔

دارالمبلغین کا آغاز ۱۵ رشتوال ۱۶ مورخہ یکم اپریل ۱۳۸۵ء سے کیا جائیگا۔ عربی مدارس کے تعلیم یافتہ یا مڈل و انٹرن پاس و جواؤں کو مبلغ و منافع اسلام بنانے کے لئے اور ان میں

تحریر و تقریر کی زبردست قابلیت پیدا کرنے کے لئے اس کا قیام حیرت انگیز نتائج پیدا کریگا۔ فی الحال مقرر طلبہ کو لینے کا فیصلہ

کیا گیا ہے۔ نصاب تعلیم دو سال کا ہوگا۔ خوشنمند طلبہ اپنی درخواستیں جلدی بھیجیں۔

مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری نے بھی اپنی خدمات مستقل طور پر حبوب الانصار کے سپرد کر دی ہیں۔ حبوب الانصار

کا تبلیغی و فذوریہ کر رہا ہے۔ انشاء اللہ یہ سالانہ دورہ مسلمانان پنجاب میں بیداری و اخوت کی روح پیدا کر دیگا

اتناے دورہ میں چندہ وغیرہ کی اپیل نہیں کی جاتی۔

مولوی منیر شاہ صاحب خوشابی اور مولوی عبدالرحمن صاحب بٹواری اس سفر میں امیر حبوب الانصار کے ہمراہ ہیں۔

گورواپلور۔ مولوی تیرہ عطار اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کا تاحال فیصلہ نہیں ہوا۔ انتقال مقدمہ کے لئے بائی

کورٹ میں درخواست دی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے تمام مسلمانوں کو دعا کرنی چاہئے۔ اس مقدمہ میں شہادت دیتے وقت میرزا یوں کے سرکاری آرگن الفضل کے ایڈیٹر

غلام نبی نے جرح میں تسلیم کیا کہ میں اردو لکھ پڑھ سکتا ہوں مگر فارسی سے شدد و واقف ہوں اور عربی سے مجھے حلقہ میں

نہیں ہے۔ "ذالک صابغہ من العلم۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا بھر کے علماء و فضلاء کو جاہل اور تیرہ سو سال میں

جس قدر محدث و مفسر اور مجتہد گذرے ہیں سب کو گمراہ اور کافر سمجھتے ہیں۔

**جاپان** میں بمقام کو با خداے واحد کی پہلی عبادت گاہ یعنی مسجد کی تعمیر شروع ہے۔ جاپان میں اسلام تیزی کے

ساتھ پھیل رہا ہے۔ علماء مصر و تاتار کی مساعی جمیلہ بار آور ثابت ہو رہی ہیں۔ جناب سید کشفی شاہ صاحب

ارنگوں کی سعی سے قرآن کریم کا ترجمہ جاپانی زبان میں ہو گا۔ لندن۔ دو کنگ مسجد کے امام خواجہ عبد الحمید میرزا نے

ایک ہندوستانی طالب علم فیض رسول کو دیگر معمولی اہل بیت کے علاوہ ایک پونڈ فی ہفتہ مشاہرہ پر نوکر رکھا۔ چند ماہ

کے بعد فیض رسول نے اپنی خواہ کا منانہ کیا۔ مگر میرزا نے قادیان کے روحانی فرزند نے تنخواہ کی رقم واکرنے سے

انکار کر دیا فیض رسول نے برطانی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا عدالت نے مدعی کو مصارف مقدمہ کے علاوہ ایک سو چھ پونڈ

دس شلنگ چھ پنس کی ڈگری دے دی ہے۔

عالم مجرمین مرزا یوں کے اولیائے تبلیغ کی حقیقت اسی ایک واقعہ کے آشکارا ہو سکتی ہے۔ ان کی بدعتوں یا اسلام کے لئے بدلتا و باغ ہیں۔



# میرزا سید کے رد میں لاجواہر کتابیں :-

**ختم رسالت :-** مولفہ ماسٹر محمد مسلم صاحبہ بنی لے لاجواہر اس کتاب میں نہایت مہذبانہ پیرایہ میں میرزا کی تمام دلائل کی تردید کی گئی ہے اور عقلی و نقلی دلائل کے ثبات کیا گیا ہے۔ کوفہ ائمہ النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بعد کی قسم کا کوئی نیا پہلو نہیں ہو سکتا قیمت ۱۲/-

**مباہلہ پاکٹ بک :-** مولانا عبدالکرم صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر شاہ کے نام نامی سے لکھا چڑھا آدی وقف ہے۔ مولانا معراج قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے۔ آپ نے قادیانیت کے قطع تعلق کے بعد قادیان کے سرستہ رازوں کا انکشاف اس جرأت سے کیا کہ قادیان کے دروہوں کو لرز گئے میرزاؤں کے قصہ خلاف میں پہلی جگہ لکھی۔ آپ نے حال ہی میں میرزاؤں کی پاکٹ بک کے جواب میں مباہلہ پاکٹ بک تصنیف فرمایا مسلمانوں اچان عظیم فرمایا ہے سائر جہیں نہایت خوشنما جلد جس پر شہر کی طرف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب میں میرزاؤں کا رد و دلالتیں پیرایہ میں بطور جدید کیا گیا ہے۔ مولانا معراج قادیانی لکھنے سے خاص قیمت لکھتے ہیں۔ اسے یہ کتاب مبلغین اسلام کیسے بے حد مفید ثابت ہوگی قیمت ۱۲/-

**تحفہ میرزا ائمہ :-** یعنی جریدہ شمس السلام کے دسمبر ۱۳۳۷ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین و قادیانیوں کے رویوں و سوج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴/-

**ختم نبوت :-** مولفہ مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی اور ران ضلع سیالکوٹ۔ اس کتاب میں فاضل مولفہ نے میرزاؤں کی پاکٹ بک میں سے اجرائے نبوت کے دلائل کا دندان شکن جواب دیا ہے قیمت ۲/-

**بارقہ خلیفہ :-** میرزاؤں کی باہر ناز و کت اب تفہیمات پر نفقہ تبصرہ قیمت ۲/-

**تحریر قادیان :-** مولفہ جناب سید حبیب صاحب مالک اخبار سیاست لاہور۔ قادیانیوں کے عقائد پر کچل تبصرہ اور رد قیمت ۴/-

**اختلافات میرزا :-** میرزا کی تحریروں میں اس قدر اختلافات موجود ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ یہی اختلاف باقی ان کے کتب پر روشن و واضح دیں ہے۔ بڑے بڑے میرزاؤں سے کچل اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے سر کھلانے لگتے ہیں۔ اور ان کی بول پر مہر سکوت لگ جاتی ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب برتھری نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جسے حزب الانصار بھیر کے رضا کار محفوظ الحق صاحب نے اسلامی خدمت کی عن سے طبع کرایا ہے۔ قیمت ایک آنہ۔ اسلامی انجمنیں و دیگر خیر حضرات بعض تبلیغ مفت تقسیم کرنے کیلئے تین پے سیکڑہ کے حساب سے طلب کر سکتے ہیں۔

جلد کتابکے ملنے کا پتہ :-

مینجھ صرہ شمس الام بھیرہ پنجاب



# ان کتابوں کا بہری حنفی دکھریں جو دہونا ضروری ہے

**آفتابِ اہلبیت :-** مؤلف تیسرا سلام مولانا ابوالفضل دیر۔ اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کا اعلیٰ طور پر واضح ہو گیا ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائیں شیعوں کے اصول و فروع اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات و کتب شیعہ کے حوالہ سے پر زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ اس کے جواب عاجز آجائے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت ..... تین روپیہ ... دسے

**السبیل الملول** ابوالفضل دیر نے مشہور خلافت پر حرکت آرا بحث کے کہ خلفائے کثر رضوان علیہم اجمعین کی خلافت حقہ کو قرآن مجید کی آیات ثابت کیا ہے۔ اس کتاب میں فیض باری اور احمد علی اور ائمہ مذہبِ شیعہ کے رسائل میں شامل کئے گئے ہیں علامہ حنفی مجتہد مذہبِ شیعہ کا فتویٰ دوبارہ درج ہے دعواتِ نجوم بھی شامل کیا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنہ

**اجتناب الحنفیہ :-** اس رسالہ میں امام علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔ جن میں لائلِ اشج و برہانِ قاطع سے فرقہ شیعہ و مزائیہ کا ارتداد اور شیعہ و مزائیہ سے نفی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۰۰

**حقیقتِ تشیع :-** اس میں مذہبِ شیعہ کے سربلے راز کا انکشاف کیا گیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ مذہب کا تمام دار و مدار جو پہلے مولانا علی شہید صاحب۔ قتل ۱۲۸۰ علمِ جوہر و روشنی کے سال کے مسائل شمس المہم کے کچھ پرچے موجود ہیں یہ رسائل بیت جلدنا ایاب ہو جائیے۔ اور یہ حقیقت پر نظر کیے شائقینِ حقایق قیمت پانچ روپے کے حساب سے لے سکتے ہیں۔

**مذکرہ مشائخِ نجوہ :-** پنجاب کے مشہور نامور علماء و ائمہ کی تاریخی مستند حالات۔ حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی حیدر آباد کے تینے خواہند حضرت اسرار حیات شہرہ دار

سورائے میرزا احمد صاحبی محکم دہلی علی صاحب اس رسالہ میں اعلیٰ مرتبہ صاحب کی تحریکات سے ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا علی محمد قادیانی دہلی تھے نہج نہ تعلق تھے احمدی دہلی بلکہ مقلدِ نیکوئی تھے ان کے کل الہامات و مذمات محض نفی انویہ کے بلت تھی یہ رسالہ بارہ مواضع پر واضح تھا ہے میرزا علی صاحب مدظلہ العالی کے بعض حوالے و نقلیں جو اب تک

ملنے کا بہرہ منیجہ صریحہ مسالیم بصیرہ و پنجاب

باتمام علم و گوئی شیعہ پر زلزلہ شیعہ پر یہ کہ نہیں سرکھ سے چلے کر دھڑلہ صدمہ میرزا پنجاب سے شائع ہوا